

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

اٹھارہواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 23 دسمبر 2019ء بروز سوموار بمطابق 25 ربیع الثانی 1441 ہجری۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
03	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
04	دُعائے مغفرت۔	2
12	وقفہ سوالات۔	3
30	توجہ دلاؤ نوٹس۔	4
36	رخصت کی درخواستیں۔	5
39	مذمتی قرارداد منجانب: جناب دینش کمار، رکن اسمبلی۔	6
42	مجلس قائمہ کی رپورٹ	7

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر-----میر عبدالقدوس بزنجو
ڈپٹی اسپیکر-----سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی-----جناب صفدر حسین
ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔جناب عبدالرحمن
چیف رپورٹر-----جناب مقبول احمد شاہوانی



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 23/دسمبر 2019ء بروز سوموار بمطابق 25 ربیع الثانی 1441 ہجری، بوقت شام 4 بجکر 30 منٹ پر زیر صدارت قادر علی نائل، چیئرمین، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب چیئرمین: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اِنَّ هُوَ لَآءِ یُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَیَذُرُوْنَ وِرَآءَهُمْ یَوْمًا تَقِیْلًا ﴿۲۶﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَا
اَسْرَهُمْ ﴿۲۷﴾ وَاِذَا سُنَّنا بَدَلْنَا اَمْثالَهُمْ تَبْدِیْلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ هٰذِهِ تَذٰكِرَةٌ ﴿۲۹﴾ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ اِلٰی
رَبِّهِ سَبِیْلًا ﴿۳۰﴾ وَمَا تَشَاءُ وَاِنْ اَنْ یَّشَاءَ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ﴿۳۱﴾
یُدْخِلْ مَنْ یَّشَاءُ فِی رَحْمَتِهِ ط وَ الظّٰلِمِیْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۳۲﴾

﴿یادہ نمبر ۲۹ سُورَةُ الدَّهْرِ آیَاتِ نَمْبِر ۲۷ تا ۳۱﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - یہ لوگ چاہتے ہیں جلدی ملنے والے کو اور چھوڑ رکھا ہے اپنے پیچھے ایک بھاری دن کو۔ ہم نے اُن کو بنایا اور مضبوط کیا اُن کو جوڑ بندی کو اور جب ہم چاہیں بدل لائیں اُن جیسے لوگ بدل کر۔ یہ تو نصیحت ہے پھر جو کوئی چاہے کر رکھے اپنے رب تک راہ۔ اور تم نہیں چاہو گے مگر جو چاہے اللہ بیشک اللہ ہے سب کچھ جاننے والا حکمتوں والا۔ داخل کر لے جس کو چاہے اپنی رحمت میں اور جو گناہگار ہیں تیار ہے اُن کے واسطے عذاب دردناک۔
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ -

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ جی اصغر اچکزئی صاحب

جناب اصغر خان اچکزئی جناب چیئرمین! کل بشیر خان بلور کی برسی تھی، جو اس ملک میں ایک Senior Parliamentary، ایک Senior Politician تھے جس کی خاندان کے دہشتگردی کے خلاف بہت بڑی قربانیاں ہیں جمہوریت کے لیے۔ تو آپ کی اجازت سے اگر ہم اُس کے لیے اور اُن تمام شہداء کے لیے جو دہشتگردی کی اُس جنگ میں اپنی جانیں گنوا بیٹھے ہیں جنہوں نے جمہوریت کے لیے دہشتگردی کے خلاف ایک طویل جدوجہد کی ہے۔ اُس کے لیے ایک خصوصی دعا فرمائیں۔

جناب چیئرمین: جی مولوی صاحب۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

جناب اصغر خان اچکزئی: جناب چیئرمین! اس سے پہلے point of order پر اگر میں ایک بات کہوں۔

جناب چیئرمین: ابھی وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ جی آپ بولیں لیکن مختصر۔

جناب اصغر خان اچکزئی: جناب چیئرمین! پرسوں چمن میں ایک واقعہ ہوا ہے۔ چمن کے ایک معزز اور ایک قبائلی مشر حاجی فیض اللہ خان نورزئی اور ساتھ ہی اُن کے قبیلے کے حاجی عبدالصیر نورزئی رات کو کوئی 3 بجے کوئٹہ سے ایک ٹیم گئی۔ جس نے وہاں رات کے اندھیرے میں چادر اور چادر یواری کی پرواہ کیے بغیر لشکر کی صورت میں اُس کے گھر میں گھس کر داخل ہوئے۔ اور یہ تو اتفاق کی بات ہے کہ وہاں کوئی خدا نخواستہ اس طرح کا واقعہ رونما نہیں ہوا جس سے کسی کی جان چلی جاتی۔ آج کی اس ایوان میں آپ کے توسط سے وزیر داخلہ صاحب یہاں تشریف فرما نہیں ہے، کم از کم یہ پوچھنا چاہیے کہ اگر کسی کے خلاف کوئی کیس ہے، کسی کے خلاف کوئی ایف آئی آر ہے۔ اور پھر اس طرح کے لوگ یعنی میں آپ کو بتا دوں جناب چیئرمین! اسی طرح کے واقعات سے بذاتِ خود ہم بھی گزر رہے ہیں یعنی میرے خلاف اگر کوئی کیس ہو کوئی ایف آئی آر ہو تو عدالتیں موجود ہیں اُس کا طریقہ کار موجود ہے، بجائے اس کے کہ کوئی ادھر سے جا کر رات کے اندھیرے میں 3 بجے، ساڑھے تین، 4 بجے کسی کے گھر پر حملہ آوروں کی طرح گھس کر اُس کو گرفتار کرنے کی کوشش کرے اور پھر قبائلی علاقوں میں بہت سارے اس طرح کے مسئلے مسائل بھی ہیں کہ خدا نخواستہ لوگوں کے ایک دوسرے کے ساتھ دشمنیاں بھی ہیں قبائلی جھگڑے بھی ہیں۔ تو کوئی کیا سمجھے کہ رات ساڑھے تین چار بجے میرے گھر پر کوئی گھس کر آ رہا ہے تو میں کیا سمجھوں کہ یہ حکومتی اہلکار ہیں، یہ security forces ہیں ان کا میرے گھر میں اس ٹائم آنا ان کے مقاصد کیا ہیں؟ بعد میں اُس کو بتا دیا جاتا ہے۔ کوئی ایف آئی آر کی کاپی ساتھ نہیں ہے اُس کی وارنٹ گرفتاری ساتھ نہیں ہے بعد میں اُس کو بتا دیا جاتا ہے کہ ”نہیں آپ ہمیں

گرفتاری خواجواہ دیدیں۔ نہیں تو ہم آپ کے ساتھ وہ کچھ کریں گے جس کا آپ سوچ بھی نہیں سکتے ہو، اُس بندے نے پھر مذاحمت کی پھر اُس کے بچوں کو اُس کے ایک دو بزرگوں کو اٹھا کر لے گئے پھر جب ہم نے district level پر بات کی۔ ہم نے کوئٹہ لیول پر بات کی تو ہمیں کسی بھی ذمہ دار شخص نے یہ نہیں بتایا کہ یہ ہماری مرضی سے ہوا ہے۔ تو کیا پھر ہم یہ سمجھیں کہ اس طرح کے واقعات خواجواہ ایک پڑامن ماحول کو خراب کرنے کی دانستہ کوشش ہے۔ آخر یہ لوگ کس کی اجازت سے؟ کس کی permission سے جا کر رات کے ساڑھے تین چار بجے چھاپہ مارنے گئے تھے؟ district administration-A سے لیکر Z تک سب اس معاملے سے انکاری ہیں وہ کہتے ہیں ہمیں اس سلسلے میں نہ اعتماد میں لیا گیا ہے اور نہ ہی ہمیں بتا دیا گیا ہے۔ پھر اس طرح کے معزز اور شریف لوگ جو معتبر لوگ جو دن رات ہر لحاظ سے آپ کے ساتھ جڑگوں میں بیٹھتے ہیں، ڈی سی آفس بلال آغا اُس کا آنا جانا ہوتا ہے وہاں لوکل سطح پر ہر مسئلے میں اُس کا اٹھنا بیٹھنا۔ یعنی اُس کو آپ بلا کر بھائی صحیح گرفتار کر سکتے ہو۔ لیکن یہ کونسا طریقہ ہے کہ رات ساڑھے تین بجے کسی کے گھر گھس جانا اور اُس کو وارنٹ دکھائے بغیر اُس سے بات کیے بغیر بس آپ اس کو خواجواہ بزور زبردستی کہ بھائی ہمارے پاس اگر وارنٹ بھی نہیں ہے کچھ بھی نہیں ہے لیکن ہم آپ کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔ تو یہ تو شکر ہے کہ وہاں کوئی اس طرح کا واقعہ رونما نہیں ہوا کہ آج ہم لاشوں پر بات کرتے ہیں آج ہم زنجیوں پر بات کرتے۔ پھر اس کا فائدہ کیا کہ کوئی جا کر کسی سے sorry کریں اور پھر پورا علاقہ سراپا احتجاج ہوا تمام پارٹیاں سراپا احتجاج ہوئے کوڑک شاہراہ میں، شاہراہ بند ہوئی۔ یعنی اُس دن کے تکلیف کا حساب کتاب اُس کے ازالے کی بات ہم کس سے کریں۔ تو آپ کے توسط سے جناب چیئر مین! وزیر داخلہ سے interior ministry سے اس بابت پوچھنا چاہیے کہ آخر اس طرح کی چھاپہ اس طرح کی ریڈ کی اجازت انہوں نے کس سے لی اور کس بنیاد پر کی۔ آج بھی میں کہتا ہوں اگر مجھے کہا جائے میں اس معتبر شخص کو یا اُس کے فیملی کے جس بھی شخص کے خلاف کوئی وارنٹ ہو میں لا کر چاہے چیف سیکرٹری سے لے کر ڈی پی او آفس تک، ایس ایچ او آفس تک، ہم اُس کو گرفتاری دینے کے لیے پیش کر سکتے ہیں تو خواجواہ بد معاشی کے طرز پر خواجواہ raid کی طرف پر خواجواہ چادر اور چادر یواری کی پامالی کی صورت میں یہ کارروائیاں کرنے کا مجھے سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ یہ دانستہ کوششیں کیوں اور کس لیے کی جا رہی ہیں؟ تو آج کی اس point of order کے مناسبت سے جناب چیئر مین! آپ سے ریکوئسٹ ہے کہ اس معاملے پر بات ہونی چاہیے اور اس طرح کے واقعات کبھی کبھار رخنہ خواستہ ہمیں ایسے مسائل سے دوچار کر سکتے ہیں جسکی سدباب پھر ہم سب کے لیے مشکل ہوگا۔ مہربانی۔

جناب چیئر مین: شکریہ، شکریہ۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب چیئر مین۔

جناب چیئر مین: جی نصر اللہ زیرے صاحب پہلے آغا صاحب بات کریں اُس کی بعد آپ بات کریں۔
 انجینئر سید محمد فضل آغا: شکریہ جناب اسپیکر! بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میری point of order آج تو کسی اور پر تھا لیکن جس طرح اصغر خان صاحب نے جس طرف نشاندہی کی ہے۔ یہ اس صوبے میں practice چلی آرہی ہے کبھی جائز ہوتی ہیں کبھی ناجائز لیکن یہ ہے کہ کم از کم اس قسم کے اقدامات جب ہوں، تو وہ district administration کو یا وہاں جو ذمہ دار لوگ ہیں اُن کو اعتماد میں ضرور لیا جائے۔ جب district administration کی knowledge میں ہوگی اُن کی اعتماد پر ہوگی تو پھر اس قسم کی شکوک و شبہات پیدا نہیں ہوگی لیکن اگر ہماری district civil administration کسی بات سے بے خبر ہو تو پھر یہ معاملات جو ہیں وہ جس طرح اصغر خان صاحب نے فرمایا ہے وہ پھر صحیح رخ اختیار نہیں کریں گی۔ اور اس وقت ملک جن حالات سے دو چار ہے ہم اس قسم کے حالات کو شاید afford نہ کر سکیں۔ دوسری بات انہوں نے دعا کے لیے کی تھی واقعی اُس فیملی کی بلور فیملی کی بڑی قربانیاں ہیں بڑی شہادتیں دی ہیں ہم سب اُس کے نم اور دکھ میں شریک ہیں اسی طرح تمام پاکستان میں جو شہادتیں ہوئی ہیں اُن کی دکھ میں شریک ہیں۔ میں دراصل گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ کل رات ہمارے اسپیکر صاحب علیل تھے تو مجھے پتہ چلا میں civil hospital گیا چونکہ یہاں میں بحیثیت ایک executive engineer بھی رہا ہوں۔ civil hospital کی جو حالت تھی میں نے جا کر جب دیکھا اُس سے بہتر نہیں ہوئی بلکہ ابتر ہوئی ہیں یعنی maine corridor میں officers نے وارڈ جو پرانے برٹش زمانے کے بنے ہوئے ہیں اُن کی حالت بھی بہت زیادہ خراب ہے یعنی main corridor کی ٹائلیں گری ہوئی ہیں اور سیڑھی کے اوپر ٹائلیں گری ہوئی ہیں۔ کچھ پڑا ہوا ہے صفائی کی کوئی درک نہیں ہے دو اینیوں کا اور ڈاکٹر کا کوئی پتہ نہیں ہے کہ کہاں ہیں جناب اسپیکر! اگر ہمارے ڈسٹرکٹ ہیں یعنی provincial headquarter civil hospital کی یہ حالت ہے تو باقی تو ہم چیختے رہتے ہیں، پچھلے 18 مہینے سے کہ ہماری یہ RHCs جو ہیں BHUs جو ہیں dispensaries جو ہیں اُن کی حالت بہت ابتر ہے، تو آپ، 18 مہینے بیٹھ کر یہ بھی کچھ نہیں کر سکے اور ہماری ناک کے نیچے civil hospital کی یہ حالت ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے صوبے کی اور اس گورنمنٹ کی انتظامیہ کا تو پھر خدا ہی حافظ ہے اس پر ایک آپ، میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کا نوٹس لیا جائے کم از کم یہ ہماری ناک ہے۔ ویسے بھی صوبے کے حالات جس طرح باقی صوبوں میں ہیں کوئی اچھے نام سے ہمیں یاد نہیں کیا جاتا ہے لیکن ہمارے آپ کی موجودہ اس اسمبلی کی کم از کم یہ ذمہ دار بنتی ہے اسمیں اکثر ہمارے دوست جوان ہیں

energetic ہیں، بڑھے لکھے ہیں تو اُن سے۔ اب وہ کیا کر سکتے ہیں، ہم تو چھلا کر تھک گئے لیکن جو ٹریڈری پنچر ہیں اُن کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ alert رہیں۔ اور ان معاملات کو۔ ٹریفک کی حالت دیکھیں ہم کوئٹہ شہر میں آتے ہیں تو میں یہ چھاؤنی سے لے کر گیلانی روڈ تک مجھے ایک گھنٹہ لگتا ہے۔ ٹریفک لائٹس کے لیے میں نے پچھلے 15 مہینے پہلے گزارش کی تھی یعنی سوال کیا تھا آج تک اُس کا جواب نہیں آیا۔ اب پچھلے مہینے میں کچھ سگنلز تو انہوں نے ٹریفک لائٹس لگائی ہیں لیکن وہ صرف yellow ہی جلتی ہے جتنی ہے، کوئی طریقہ نہیں ہے۔ کچھ قصہ نہیں ہے شہر کی حالت نالیوں کی حالت یہ ہیں گند کی یہ حالت ہے جب کہ کارپوریشن کی مد میں کروڑوں روپے تنخواہوں میں جاتے ہیں، daily wages میں جاتے ہیں، waste disposal میں جاتے ہیں۔ لیکن آخر کسی طرف تو کوئی بہتری تو نظر آنی چاہیے اس نئے پاکستان میں اس نئے بلوچستان میں یا اس نئی اسمبلی میں ان لوگوں کی کچھ ذمہ داری تو بنتی ہے اور یہ ذمہ داری اُس ٹریڈری پنچر کی کندھوں پر جاتی ہے اپوزیشن کی طرف سے اگر کچھ ہو، ہم تو چھلا چھلا کر تک گئے ہیں کہ بھئی خدراء اس میں کچھ بہتری نظر آنی چاہیے۔ تو میں آپ کے نوٹس میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ 18 مہینے گزر گئے ہیں اور لوگ ہمیں طعنے دے رہے ہیں بلوچستان کے حوالے سے ہم سب بلوچستانی ہیں پھر اُس میں کوئی نہ علاقے کا نام ہے نہ پارٹی کا نام ہے نہ زبان کا نام ہے نہ کسی عمر کا نام ہے اس لیے collective ہماری responsibility ہے، یہ ہماری سول بیوکریسی کی بھی responsibility ہے۔ اس پارلیمنٹ کی بھی responsibility ہیں خدراء اس province کو own کریں اس کو اپنا گھر سمجھیں اس کی بہتری کے لیے کوئی اقدامات کیے جائیں تو آپ سے گزارش ہے جس طرح ہم سنتے ہیں اسمبلی کے فلور پر۔ تو یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ اس چیئر پر بیٹھ کر اس کا پورا حق ادا کریں گے اور آپ کی بس میں۔ اسمبلی میں کہنے کی حد تک ہم کہہ دیتے ہیں ریکارڈ میں باتیں آ جاتی ہیں 50 سال کے بعد بھی یہ سب کچھ ہوگا لیکن اس کو کوئی بہتری کی طرف لے جانے کی کوشش کریں۔ خصوصاً کوئٹہ کی حالات بہتر کریں اور باقی تمام ڈسٹرکٹس کے حالات بہتر کریں۔ Health کے حوالے سے، ایجوکیشن کے حوالے سے، اور پینے کے پانی کے حوالے سے کچھ باتیں ایسی بنیادی ضرورتیں ہیں جس سے انسانی ذریعے کے تعلق ہیں تو امید ہے کہ آپ اس حوالے سے گورنمنٹ کو جس طرح آپ مناسب سمجھیں جو اس Chair کی اتھارٹی ہے اس کو استعمال کرتے ہوئے ہدایت دیں گے کہ اس میں بہتری آنے کی کوشش کریں آپ کا بہت مشکور ہوں بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ آغا جان! اصل میں جو کوئٹہ کے مسائل ہیں ان پر میں تھوڑی سی بات کر لوں کہ جو اسمبلی۔ اس حوالے سے جو جتنے بھی متعلقہ وزارتیں ہیں اور ڈیپارٹمنٹ ذمہ دار ہیں باقی جو ہسپتال کا آپ نے تذکرہ

کیا، جو ایک اچھی مثال ہماری اسپیکر صاحب نے قائم کی کل وہ گئے ہیں اللہ ان کو صحت عطا کرے۔ وہ گئے وہاں treatment کے لیے ایک سرکاری ہسپتال ہے تو یہی تاثر لے کر گئے کہ اسپیکر، وزراء وغیرہ جو ہیں وہ سرکاری hospital جا سکیں تو ان کی نوٹس میں بھی آیا ہے آج ان کا باقاعدہ مؤقف بھی آیا ہے اس حوالے سے پھر سی ایم صاحب گئے ہیں انہوں نے بھی نوٹس لیا ہے تو مجھے تو قہقہے ہے کہ اس میں اس حوالے سے بہتری شاید آجائے ہسپتال کے حوالے سے۔ شکریہ۔ جی انجینئر صاحب اسکے بعد آپ۔

جناب نصر اللہ زیرے: جناب چیئر مین! صاحب میری باری تھی۔

جناب چیئر مین: خیر ہے اس کے بعد بات کر لیں آپ مصروف تھے نصر اللہ صاحب۔

انجینئر زمر خان اچکزئی (وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹو): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئر مین صاحب!۔ اصغر خان صاحب نے جس طرح فرمایا۔ میں قلعہ عبداللہ کے حوالے سے جس موضوع پر اس نے بات کی۔ یہ ہمارا ڈسٹرکٹ جو ہے، بلوچستان میں ایک پشتونوں کے قبائل میں بہت زیادہ دشمنیاں ہیں۔ سینکڑوں کی تعداد میں یہاں لوگ مختلف دشمنیوں میں مارے گئے ہیں۔ یہ جو چھاپے لگتے ہیں۔ جس طرح کچھ عرصہ پہلے ایک دو چھاپے اور بھی لگے ہیں۔ میں نے بات کی آئی جی صاحب سے کہ کم از کم ہم یہ نہیں چاہتے ہیں کہ آپ کوئی غلط آدمی ہو۔ کوئی anti-state elements ہوں۔ کوئی ایسے لوگ ہیں جو ملک کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ ہم انکی سفارش نہیں کرتے ہیں۔ یہ اے این پی کی تاریخ ہے آپ دیکھ لیں۔ غلط آدمی ڈاکو ہو۔ قاتل ہو۔ ظالم ہو۔ کبھی ہم نے انکی حمایت نہیں کی۔ ہمیشہ ہم نے امن و امان پر زور دیا۔ ہماری پارٹی نے بیٹھ کر پہلے دن سے کہا کہ وہ ڈی سی آتے ہیں۔ کمشنر آتے ہیں۔ پولیس کے ڈی پی او ہے۔ ہم نے ہمیشہ انکو یہی کہا ہے کہ آپ امن و امان law and order کو top priority پر رکھ لو۔ کیونکہ بہت زیادہ دشمنیاں پیدا ہوئی ہیں۔ ہمارے اپنے سارے بھائی آپس میں لڑ رہے ہیں۔ مورچوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر یہاں سے رات کے وقت۔ جس طرح فیض اللہ خان کے گھر پر ہوا چھاپہ۔ اصغر خان صاحب نے انکی مذمت کی۔ ہماری پارٹی کی طرف سے انکی مذمت ہم کرتے ہیں۔ لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کم از کم آپ کی طرف سے ایک ایسا وہ جو ہے رولنگ دے دیں کہ بھائی یہ جو چھاپے مارے گئے ہیں۔ آپ انکا بتادیں کہ آپ نے اس میں کن کن لوگوں کو جو ہے آپ نے کیا کارروائی کی۔ اور انکا output کیا ہے۔ کس کے خلاف آپ گئے۔ کیا وہاں پر ایک دہشتگر تھا؟ کیا وہاں سے کوئی باہر کا کوئی ایجنٹ آپ نے پکڑا؟ دیکھو میں نے انکو کہا ”رات کو آپ جاتے ہو کسی ایسے لوگوں کے گھر پر چھاپہ لگانا۔ جنگی دشمنیاں ہیں۔ وہ مورچے میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ تین بجے، چار بجے۔ یہ ایک نہیں تین چار لگائے گئے۔ آپ رات کو جاتے ہو۔

اور وہ یہ سمجھتے ہیں۔ سادہ وردی میں آپ جاتے ہو۔ آپ نے نہ اے سی کو inform کیا۔ طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ کوئی بھی جب آپ raid کرتے ہو۔ تو آپ وہاں کی انتظامیہ کو inform کرتے ہو written میں۔ کہ ہم اس وقت آرہے ہیں یا انکو ساتھ لیکر چھاپہ لگایا جاتا ہے۔ آپ سادہ وردی میں۔ سادہ گاڑیوں میں جاتے ہو۔ یہاں گورنمنٹ اور ایف سی اور پولیس کی وردی میں کتنے واردات ہوئے آپ کو پتہ ہے؟ وردی وہی استعمال کرتے ہیں۔ اور جاتے ہیں اوپر۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ گورنمنٹ کے لوگ ہیں۔ تو اس صورت میں جو ہے آپ پھر سادہ وردی میں جاتے ہو۔ وہاں سے اگر فائرنگ شروع ہوگئی۔ وہ تو یہ سمجھتے ہیں کہ شاید میرا دشمن آگیا۔ میں نے انکو کہا تھوڑے طریقے سے آپ آئیں۔ ہم آپکے ساتھ ہیں۔ ہم کبھی بھی یہ نہیں چاہتے ہیں کہ خدانخواستہ کوئی غلط آدمی کے خلاف ہم نے آپ کو کہا ہے کہ بھائی اس کو چھوڑ دو۔ یا کبھی اُسکی سفارش کی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم انکی مذمت کرتے ہیں۔ اور آئندہ اگر یہ جتنے بھی raids ہوئے ہیں۔ جتنے بھی چھاپے لگائے گئے ہیں۔ مسٹر چیئرمین صاحب! آپ اگر ایک رولنگ دے دیں کہ انکی ہمیں وہ تفصیل دی جائے کہ آپ نے کس کھاتے میں۔ وہ تو چلے گئے۔ چھاپہ تو لگ گیا۔ آپ نے کس کو پکڑا ہے؟ کونسے دہشت گردوں کو پکڑے ہیں؟ کونسی anti-state elements کو پکڑے ہیں؟ کم از کم in camera briefing in House ہمیں دے دیں کہ ہمیں بتایا جائے کہ آپ لوگ کس کے کہنے پر، کس کے خلاف گئے تھے۔ کون پکڑا گیا اور کونسے اُس پر جرم تھے۔ اور کونسے الزامات تھے؟ یا آپ کے پاس ایف آئی آر تھا یا کوئی چیز تھی۔ یا کوئی عدالت کا حکم تھا۔ یا اُس کے بغیر چلو آپ بغیر اُس کے ہاں جاتے ہو۔ آپ نے کیا کارروائی کی۔ یہ رولنگ ہمیں چاہیے۔ اور اور آئندہ کوئی احتیاط سے اس طرح کے چھاپے لگانے چاہیے۔ کوئی اس سے بہت بڑا خطرہ ہو سکتا ہے۔ یہ بھی ہم آپ کو inform کر رہے ہیں۔ یہ ریکارڈ یہ ہونا چاہیے۔ اگر اس صورت میں کوئی دشمن دار کے گھر پر اس طرح رات کو چھاپہ لگا۔ وہ فائرنگ کریگا۔ اور ادھر مخالف سے اگر کوئی گورنمنٹ کا کوئی آدمی اُس میں مارا گیا۔ تو پھر کہیں گے کہ جی وہ تو غلط ہوا۔ تو پھر یہ اس طرح کے حادثات ہونگے۔ تو یہ براہ مہربانی اس پر رولنگ دے دیں کہ ہمیں in camera briefing دیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ نصر اللہ زریے صاحب! آپ اسی موضوع پر ہیں؟ جی شام لعل صاحب۔

جناب مکھی شام لعل لاسی: کونہ شہر سنٹر ہے جہاں سی ایم صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ منسٹر بھی بیٹھے ہیں۔ کل ہم لوگ گئے تھے اُس ہاسپٹل میں۔ جو اسپیکر صاحب کو پہلا کمرہ دیا گیا تھا۔ اگر اُس کا ہاتھ روم دیکھا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی عام آدمی بھی وہاں رہ نہیں سکتا ہے۔ تو گورنمنٹ کی کارکردگی کی یہ حالت ہے۔ جہاں ہیڈ کوارٹر کے اندران لوگوں کی یہ حالت ہے تو آپ سمجھ لیں کہ باہر کے ہاسپٹلوں کی کیا حالت ہے۔ اور جہاں دو انیاں ملتی ہیں

باہر۔ ہمارے ہاسپٹلوں میں وہ دو نمبر کی دوائیاں آتی ہیں۔ سننے میں آرہا ہے پتہ نہیں کتنی percentage commission یہاں ہوتا ہے اس کے اوپر۔ تو یہ ظلم ہے ہمارے پبلک کے ساتھ۔ خُدا تھوڑا یہ لوگ خوف کریں کوئی اس چیز میں بہتری لائیں۔ اگر نہیں ہو سکتی ہے تو چھوڑیں گورنمنٹ۔ خواجواہ اس طرح ہمیں کیوں بدنام کر رہے ہیں گورنمنٹ کو۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔

جناب مکھی شام لعل لاسی: دوسری بات سر! یہ ہے کہ ہندوستان گورنمنٹ نے جو بھی اس دفعہ مسلم قوانین کی جو Nationality کے متعلق جو اقدام اٹھائے ہوئے ہیں انڈیا میں۔

جناب چیئر مین: اس پر ایک قرارداد ہے۔ اُس دوران آپ بات کر لیں۔

جناب مکھی شام لعل لاسی: جی جی سر! میں صرف دو منٹ ہی بات کرونگا اس پر۔

جناب چیئر مین: اُس پر قرارداد ہے already۔

جناب مکھی شام لعل لاسی: اُس پر قرارداد آئی ہے۔ میں صرف دو منٹ بات کرونگا۔ پھر بعد میں بھلے قرارداد پر کر لیں گے۔ تو اُس کی ہم پر زور مذمت کرتے ہیں کہ ہندوستان کو بھی بتانا چاہتے ہیں کہ اس قسم کے جو اقدامات ہیں۔ جس سے نفرتیں پیدا ہونگی۔ اور اقلیتی برادری میں احساس ہوگا۔ اور ہم لوگوں کو بھی اس چیز کی بڑی تکلیف ہے کہ اس قسم کی جو اُس نے اقدام اٹھائے ہیں۔ لہذا اُس کی ہم پر زور مذمت کرتے ہیں۔ کہ اس قانون کو واپس لینی چاہیے۔ Thank you sir۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ جی نصر اللہ زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: یقیناً جس طرح دوستوں نے اس بات کی نشاندہی کی کہ گزشتہ دنوں چین میں حاجی فیض اللہ خان نور زئی اور اُنکے دیگر ساتھیوں کے گھروں پر چھاپے لگائے گئے رات کی تاریکی میں۔ حاجی فیض اللہ خان یقیناً وہ جس طرح کہا گیا وہ ہر روز ڈپٹی کمشنر کے آفس جاتے ہیں۔ ڈی پی او کے آفس جاتے ہیں۔ وہ دن رات چین شہر میں ہوتے ہیں۔ ایف سی ہیڈ کوارٹر جاتے ہیں۔ لیکن یہ کیا مسئلہ ہوا کہ رات کی تاریکی میں چادر اور چادر پواری کی تقدس کی پامالی کی گئی ہے۔ جناب اسپیکر! میں آئین کی آرٹیکل آپکے سامنے پڑھوں گا کہ ہمارے ادارے آخر کیوں اس ملک کو غیر آئینی طور پر چلانے کی کوشش کر رہے ہیں؟ جب ملک کی ایک اہم دستاویز جو ہمیں، اس کے شہریوں کو اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ اُنکی شرف ہوگا۔ انسانی تہذیب ہوگی۔ یہ سب کچھ اس میں لکھا ہوا ہے۔ اگر جناب چیئر مین! آپ پڑھ لیں آرٹیکل 10۔ اُس میں بنیادی طور پر فرد کی سلامتی۔ آرٹیکل 9

اور آرٹیکل 10۔ اور پھر آرٹیکل 14۔ آرٹیکل کا پہلا جو ہے شرف انسانی اور قانون کی تابع گھر کی خلوت قابل حرمت ہوگی۔ یہ کتنی بڑی بات ہے۔ یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں۔ یہ آئین پاکستان کہہ رہا ہے۔ کہ جب آئین نے کہا ہے کہ کسی کا گھر وہ قابل حرمت ہے۔ اُسکی آپ نے عزت کرنی ہے۔ لیکن ہمارے لوگ اپنے اُن، یہ ادارے اپنے اُن جرائم کو چھپانا چاہتے ہیں۔ جناب اسپیکر! وہ جب اب اس ملک کو بلیک لسٹ میں شامل کر رہی ہے۔ financial action task force یہ اب اس ملک کو گھرے لسٹ سے ہٹا کر کے بلیک لسٹ میں ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ اپنا منہ صاف کرنے کیلئے اس قسم کے اُوچھے ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں۔ اس طرح نہیں ہوگا۔ آپ نے پورے چالیس سال جو کھیل کھیلا۔ دہشتگردی کو یہاں آپ نے اُنکے مراکز قائم کیئے۔ آج اس طرح نہیں ہوگا۔ جو دہشتگرد ہیں۔ اس کے خلاف آپ کارروائی کریں۔ ایسے لوگ جو ایک شہر کے باعزت لوگ سمجھے جاتے ہیں۔ اُن کو آپ دن کے وقت بلائیں۔ ڈپٹی کمشنر بلائے۔ ایف سی والے بلائیں۔ ڈی پی او بلائے کہ آپ کے خلاف یہ یہ کیس ہیں۔ آپ ہمیں مطلوب ہو۔ لیکن رات کی تاریکی میں کیا پیغام دینا چاہتے ہو؟ اصل میں اوپر لوگوں کو پیغام دینا چاہتے ہیں کہ ہم نے یہ کارروائی کی۔ یہ ان جعلی کارروائیوں سے آپ کا مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ لہذا جس طرح کہا گیا۔ اس بارے میں آپ رولنگ دے دیں۔ کن لوگوں نے چھاپ لگایا؟ کیوں لگایا؟ یہ good office آپکا اس میں باخبر ہونی چاہیے۔ ہماری ریکوئسٹ ہے کہ آپ کم از کم اس کیس میں آپ اُنہیں بلائیں۔

جناب چیئرمین: شکر یہ۔ آپکا نقطہ نظر سامنے آ گیا اصل میں جو انجینئر زمرک صاحب ہیں۔ حکومتی پیچڑ کا حصہ بھی ہیں۔ یہاں اگر وزیر داخلہ صاحب ہوتے تو زیادہ بہتر اس پر۔۔۔ (مداخلت)۔ جی جی۔ آپ مجھے بات کرنے دیں۔ تو یہ معاملہ چونکہ وزیر داخلہ سے ہے۔ اگر اس حوالے سے آپ اگر ایک بات۔ آپکی جو پوائنٹ آف آرڈر پر جو آیا وہ تو نوٹ ہو گیا۔ باقی اگر اس حوالے سے باقاعدہ ایک تحریک لائی جائے۔ ایک سوال آجائے اس پر۔ تو پھر ہمارے وزراء پابند ہونگے کہ وہ اُس پر باقاعدہ آپ کو جواب بھی دے دیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: یہ اقدام، اس پر بڑا غم و غصہ ہوتا ہے لوگوں میں آپ نے دیکھا ہزاروں لوگ چمن میں نکلے۔ آپ کر سکتے ہو۔ اس بارے میں اپنے چیئرمین اُنکو منگوا سکتے ہو اس اداروں کو۔ وفاقی وزارت سے بھی۔ اور صوبائی سے بھی۔

جناب چیئرمین: صحیح۔ میں وزارت داخلہ سے رابطے میں رہوں گا۔ پھر آپ لوگوں کے ساتھ اُس حوالے سے بات کر لیں گے۔ وقفہ سوالات کی طرف جاتے ہیں۔ تھوڑی سی کارروائی آگے لے جاتے ہیں۔ اُس کے بعد وینش۔ اُس کے بعد پھر۔

جناب دانش کمار: جیسا کہ معزز رکن نے صحت کے بارے میں کہا ہے۔ تو کل میں خود ہاسپٹل گیا تھا۔ آپ ہماری حکومت کی سنجیدگی کا اندازہ اس بات سے لگالیں کہ ہمارے اسپیکر۔ ہمارے وزیر اعلیٰ بلوچستان، جام کمال خان صاحب خود گئے تھے۔

جناب چیئر مین: جی جی۔

جناب دانش کمار: اور انہوں نے اس چیز سے انکار نہیں کیا ہے۔ واقعی کافی خامیاں ہیں۔ مگر ہماری گورنمنٹ، بلوچستان عوامی پارٹی کی گورنمنٹ پر عزم ہے کہ ہم بلوچستان کے لوگوں کو صحت کی سہولتیں دیں گے۔ اس حوالے سے آپ انکی سنجیدگی کا اندازہ لگالیں۔ کہ انہوں نے آج ایک اعلیٰ سطحی صحت کمیٹی کا اجلاس بلایا ہے۔ اور اس میں بہت ہی اچھے فیصلے کیئے گئے۔ اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کچھ عرصے میں آپ تبدیلی دیکھیں گے جو کوئٹہ ہے بلوچستان کا چہرہ ہے اور بلوچستان کے ہاسپٹلز کی حالت سدھر جائیگی۔ یہ میں آپ کو اس فلور پر دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ ہمارے نواب جام کمال خان صاحب اس مسئلے پر personal interest لے رہے ہیں۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ بیٹھ جائیں دانش بھائی۔ بس شکریہ آپکا۔ (وقفہ سوالات) جناب نصر اللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 121 دریافت فرمائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: Question No.121۔ یہ ٹرانسپورٹ سے متعلق سوال ہے۔ یہ پتہ نہیں ٹرانسپورٹ کے وزیر صاحب کون ہے؟ تو آپ میں سے کسی نے تیاری کی ہوگی۔

جناب چیئر مین: وزیر صاحب چھٹی پر ہیں۔ آپ کو جواب موصول ہو گیا ہے۔ آپ مطمئن ہیں اس سے؟

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں میں تو مطمئن۔ میں نے اس میں سپلیمنٹری پوچھنی ہے۔ یہ سوال۔ جی۔

وزیر خزانہ: سوال کے محرک سے بھی گزارش ہے کہ اس کو اگلی اجلاس میں ڈیفیر کریں۔ تاکہ وہ آجائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: یہ دس دفعہ ڈیفیر ہوا ہے۔

جناب چیئر مین: یہ محکمہ بلدیات کا جو منسٹر ہے وہ بھی رخصت پر ہیں۔ تو یہ جو محکمہ ٹرانسپورٹ اور محکمہ بلدیات سے

متعلق جو سوالات ہیں ان کو ڈیفیر کریں گے پھر۔ آگے پھر۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جی

جناب چیئر مین: آگے پھر۔ محکمہ ٹرانسپورٹ اور محکمہ بلدیات سے جو متعلق سوالات ہیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: تو پھر کیا فائدہ ہے جناب اسپیکر! اس اجلاس کا اتنا پیسہ حکومت خرچ کر رہی ہے۔

لاکھوں روپے خرچ ہو رہے ہیں۔ منسٹر صاحب آتے نہیں ہے۔ تو پھر کیا فائدہ ہے؟

جناب چیئرمین: یہ جو مسٹر صاحب نہیں آرہے ہیں۔ جنکے سوالات ہیں تو وہ kindly آپ لوگ جو حکومتی پنچر۔۔ (مداخلت) آپ لوگ مجھے بات کرنے دیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں اس پر یہ ہوتا ہے۔ وہ پارلیمانی سیکرٹری ہوتے ہیں یہاں ٹرانسپورٹ کے۔ وہ پارلیمانی سیکرٹری تیاری کر کے آجائے۔ اتنے پارلیمانی سیکرٹری حکومت نے رکھے ہیں۔ درجن بھر رکھے ہوئے ہیں۔ پتہ نہیں کو آرڈینیشن رکھے ہوئے ہیں۔ کیا کمال ہے اُنکا؟

جناب چیئرمین: کو آرڈینیشن تو یہاں آکر جواب نہیں دے سکتے۔ اس میں جتنے بھی، آپکے جو ٹرانسپورٹ کا متعلقہ مسٹر ہے وہ نہیں ہے تو کم از کم آپ حکومتی پنچر آپس میں جو وزراء ہیں وہ رابطے میں رہیں۔ اگر وہ نہیں ہے تو کوئی اور اُس کے جوابات دیں۔ آئندہ اسی طرح آپ لوگ کر لیں۔ جناب حاجی محمد نواز خان کا کڑ حاجی صاحب نہیں آئے ہیں۔ سوال نمبر 139۔ جناب حاجی محمد نواز خان کا کڑ صاحب کا ہے۔ ملک نصیر احمد شاہوانی صاحب بھی موجود نہیں ہیں۔ حاجی نواز صاحب کا سوال ڈیفیر کیا جاتا ہے۔ ملک نصیر صاحب کا سوال بھی ڈیفیر ہو گیا۔ میرزا بدلی ریکی صاحب آپ اپنا سوال نمبر 233 دریافت فرمائیں۔

میرزا بدلی ریکی: Thank you چیئرمین صاحب۔ سوال نمبر 233۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

☆ 233/15 نومبر 2019 کو مؤخر شدہ

☆ 233 میرزا بدلی ریکی رکن اسمبلی:

کیا وزیر جنگلات و جنگلی حیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ مالی سال 2019-20 کے بجٹ میں ضلع واشٹک کیلئے گریڈ 1 تا 15 کی کل کتنی اسامیاں تخلیق کی گئی ہیں اور ان پر تعیناتیوں کا عمل کب تک شروع کیا جائے گا تفصیل بھی دی جائے نیز مذکورہ ضلع میں پہلے سے خالی پڑی ہوئی اسامیوں کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر جنگلات و جنگلی حیات:

اس ضمن میں عرض ہے کہ مالی سال 2019-20 کے بجٹ میں ضلع واشٹک کے لئے محکمہ خزانہ نے جنگلی

حیات کے شعبہ میں گریڈ 1 تا 15 کی ذیل دو (02) اسامیاں تخلیق کی ہیں:-

نمبر شمار	اسامی کا نام	گریڈ	تعداد اسامی
1	جونیر کلرک	گریڈ-11	1
2	چوکیدار	گریڈ-1	1

2	کل تعداد	
---	----------	--

ان نئی تخلیق شدہ اور پہلے سے موجود خالی اسامیوں پر موزوں امیدواروں کی بھرتیوں کے لئے محکمانہ کارروائی جاری ہے لہذا بشمول دیگر اضلاع کے ضلع واشک کی ان خالی اسامیوں پر تعیناتی کا عمل جلد شروع کیا جائے گا۔ جہاں تک ضلع میں پہلے سے خالی پڑی ہوئی اسامیوں کا تعلق ہے ان کی تفصیل در ذیل ہے:-

نمبر شمار	اسامی کا نام	گریڈ	تعداد اسامی
1	فارسٹ گارڈ	گریڈ -5	16
2	ٹریکٹر ڈرائیور	گریڈ -5	1
3	کک	گریڈ -4	1
4	گیم واچر	گریڈ -1	15
5	بیلدار	گریڈ -1	10
6	کلینر	گریڈ -1	1
	کل تعداد		44

جناب چیئرمین: جی۔

میرزا بدلی ریکی: Thank you چیئرمین صاحب۔ یہ میرے ڈسٹرکٹ کے چیئرمین صاحب۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب چیئرمین: آپ اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ جائیں۔ نہیں آپ کا مؤقف۔ اس پر اگرچہ جواب آچکا تھا اُس دن۔ لیکن دوبارہ منسٹر صاحب۔۔۔ (مداخلت) آپ اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ جائیں اگر احتجاج کرنا ہے۔ لیکن یہاں سے بات نہ کریں آپ۔ بات کرنی ہے اپنی جگہ سے کر لیں۔ جی انکو کہنے دیں۔ آپ سے ریکورڈ کی ہے۔ اپنے دوستوں کو لے جائیں اپنی نشستوں پر۔ اپوزیشن لیڈر صاحب! یہ اچھا نہیں لگ رہا ہے۔۔۔ (مداخلت)

انجینئر سید محمد فضل آغا: جناب اسپیکر!

جناب چیئرمین: جی آغا صاحب۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: شکریہ جناب اسپیکر۔ یہ آج کا جو issue ہے گوادر کا یہ آج کا تو نہیں۔ جناب اسپیکر! یہ issue بہت پرانا ہے۔ اور گوادر پورٹ جو ہے وہ پورے بلوچستان کی ایک لحاظ سے اُس میں جان ہے۔

اور گوادر کے لوگوں کو exploit کیا جا رہا ہے پچھلے پندرہ، بیس سالوں سے۔ اور یہ ہمیں لارالٹا دیا گیا تھا کہ گوادر پورٹ بنے گا تو وہاں ویلپمنٹ ہوگی۔ لوگوں کو روزگار ملے گا۔ ظہور جان! آپ تشریف رکھیں۔

جناب چیئر مین: جناب ظہور صاحب! منسٹر صاحب حاضر ہیں جواب دینے کیلئے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: میری گزارش تو سن لیں ناں پھر وہ بعد میں ظہور جان بولیں۔ ظہور! مجھے بولنے دو یا۔

پھر بعد میں جواب اکٹھے ہی دے دینا۔ جناب!

جناب چیئر مین: جی۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: اچھا! دوسری بات یہ تھی ”کہ انکوسی پیک سے Link کیا جائیگا“۔ کچھ بھی نہیں ہوا۔ ”وہاں water desalination ہوگی“۔ کچھ نہیں ہوا۔ وہاں کی زمینوں کو کوڑیوں کے داپر پتہ نہیں کس کس کو بیچا گیا۔ اور اُس کا کوئی پتہ نہیں کچھ نہیں ہوا۔ لوگ وہاں اب بھی پینے کے پانی کو ترستے ہیں۔ روڈوں کی حالت وہی ہے۔ communication وہی ہے۔ زمینیں اُنکی لٹ گئی ہیں۔ آخر یہ ہو کیا رہا ہے بلوچستان کیلئے؟ جس طرح کہ پچھلے ستر سالوں میں لوٹا گیا۔ اسی طرح اب آئندہ گوادر کے ساتھ بھی یہی ہوگا۔ تو ہم اور آپ اسی ہاؤس میں بیٹھ کر یہی شور مچاتے رہیں گے۔ یہ ہماری colective responsibility ہے۔ یہ اس میں نہ گورنمنٹ ہے نہ اپوزیشن ہے۔ ہم سارے بلوچستانی ہیں۔

جناب چیئر مین: صحیح ہے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: اُس میں پشین کا بندہ بھی اتنا concerned ہے جتنا گوادر کا ہے۔ اُس میں خاران کا بندہ بھی اتنا concerned ہے۔ اُس میں بارکھان کا، موسیٰ خیل کا۔ یہ ہم پورے بلوچستانیوں کے concerned ہیں۔ اور ہم اجتماعی طور پر چاہتے ہیں کہ ہمیں یا تو گوادر لے جا کر۔ اور یا یہاں بیٹھ کر ایک exclusive programmed گوادر کے حوالے سے ہمیں بریف کیا جائے۔ جو فیڈرل گورنمنٹ کی investment کر چکی ہے آج تک۔ اور کیا کام ہوئے ہیں کیا ہو رہے ہیں؟

جناب چیئر مین: صحیح ہے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: اور یہاں کی زمینوں کا جو ہے وہ تقسیم ہوئی ہے۔ بندر بانٹ ہوئی ہے۔ پچھلے بیس سالوں میں، اُس کا ریکارڈ کیا ہے۔ کس کی زمین کس کو دی گئی ہے۔ کس طرح دی گئی ہے؟ جب تک اس ہاؤس کو آپ مطمئن نہیں کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو آگے چلانا بہت مشکل ہوگا۔ گوادر back-bone ہے بلوچستان کا۔

جناب چیئر مین: شکر یہ۔ منسٹر صاحب! ایک منٹ اسکو بات کرنے دیں۔ مؤقف پیش کرنے دیں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: اس لیے میں آپ سے گزارش کرونگا کہ آپ اس میں سنجیدہ ہو۔ اور اس معاملے کو حل کرنے کی کوشش کریں۔

جناب چیئر مین: آپ قابل احترام منسٹر کو سنیں۔

میر ظہور حسین بلیدی (وزیر خزانہ): اتنا بڑا protest کیا ہے تو حکومت کو جواب دینے کا موقع دیں۔

جناب چیئر مین: جی جی، منسٹر صاحب! آپ اپنا مؤقف بیان کریں۔

وزیر خزانہ: جناب اسپیکر! جس طرح ہمارے ایم پی اے صاحب نے اُس دن بات کی اور آج protest کر رہے ہیں میں اُن کو گوادر کے متعلق ہمارے گورنمنٹ کی initiatives تھے جو ڈویلپمنٹ کے حوالے سے اور زمینوں کی حوالے اور overall جو گوادر کی ماسٹر پلان کے حوالے سے اُن کو بتانا چاہوں گا۔ جناب اسپیکر! (مداخلت۔ شور) جناب اسپیکر یہ دیکھیں ایک عجیب سا احتجاج کر رہے ہیں۔

جناب چیئر مین: حکومتی مؤقف سنیں آپ۔ اُسی پر آئیں گے۔ شاید بات کر لیں۔

وزیر خزانہ: جناب اسپیکر! گوادر جو ہے جس طرح limelight پر ہے۔ جس طرح گوادر میں جوسی پیک کے جو پروجیکٹس ہیں تو اُسی طرح گوادر کی ڈویلپمنٹ کو اس حکومت نے focus رکھا ہوا ہے۔ گوادر میں کوئی 3 یا 4 ایڈیشنز تھے۔ سب سے پہلے جو issue گوادر میں چلتا آرہا ہے، عرصہ دراز سے وہ پانی کا تھا۔ جناب اسپیکر! جب حکومت آئی اُس وقت بارشیں بھی بہت کم ہوئی تھیں۔ تو اُس میں حکومت نے ساڑھے دس۔ کوئی دو یا تین water desalination plants تھے۔ اُن کو جو ہے (مداخلت۔ شور) جناب اسپیکر! گوادر کے بارے میں غلط impression دی جا رہی ہے۔ اُس کو میں correct کرنے کی کوشش کر رہا ہوں ہوں۔۔۔ (مداخلت۔ شور) جناب اسپیکر! گوادر میں پانی کا crisis تھا۔ desalination plants تھا وہ ایف ڈبلیو او کے توسط سے وہ بحال ہو چکا ہے۔ اور اس کے ساتھ دو لاکھ گیلن کا اس desalination plant سُر بندن میں تھا۔ وہ FWO نے بحال کر دیا ہے اور اس کے ساتھ جو دو لاکھ گیلن چائیز وہ پانی فراہم کر رہا ہے، اور اسی طرح جناب اسپیکر 5 ایم جی ڈی کا ایک پلانٹ پلانٹ تھا وہ GDA لگانے جا رہی ہے۔ اس دفعہ اللہ تعالیٰ نے بارشیں دی ہوئی ہیں۔ سوٹ ڈیم کی جو کنکشن ہے، وہ گواد سے connect ہو چکا ہے۔ شادی کور ڈیم وہ connect ہو رہا ہے۔ اور اُس میں یومیہ 50 لاکھ گیلن پانی گوادر کو مل رہا ہے۔ گوادر کی ضرورت 25 لاکھ گیلن ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب چیئر مین: تو آپ بھی استحقاق کمیٹی۔ جو کمیٹی ہے آپ کے پاس اگر وہ آپ کی بات نہیں سن رہی ہے تو

اُس کمیٹی میں اپنا وہ لے آئیں، تحریک لائیں۔

وزیر خزانہ: گوادر کے لئے ایک یونیورسٹی کی legislation اس اسمبلی نے منظور کی ہے۔ اور اُس کی نوٹیفکیشن ہونے جا رہی ہے۔۔۔ (مداخلت) پانچ سو ایکڑ زمین گورنمنٹ بلوچستان نے الاٹ کی ہوئی ہے۔ جناب اسپیکر! جی ڈی اے کا 50 beded hospital تھا اُس کو 284 RMB ابھی جو ہے سوشل اکنامک ڈویلپمنٹ گرانٹ ایک بلین کی تھی اُس میں کر رہی ہے۔ technical training center 84 RMB کا تھا وہ بننے جا رہے ہیں۔۔۔ (مداخلت) جناب اسپیکر! ایک ارب باقی ڈیپارٹمنٹس کو دیا ہوا ہے۔ جس میں پسنی کے پروجیکٹس ہیں۔ میں آپ کو نام بتاتا ہوں۔ ہر شور روڈ۔ پسنی کی واٹر سپلائی۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ لوگ جائیں اپنی جگہوں پر۔ آپ please تشریف لے جائیں اپنی نشستوں پر۔ یہ اچھی روایت نہیں ہے کہ آپ کھڑے ہو کر یہاں احتجاج کریں۔ یہ اچھی روایت نہیں ہے۔ آپ لوگوں کا رویہ انتہائی نامناسب ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور) آپ جائیں، آپ لوگوں کے لئے نشستیں رکھی ہوئی ہیں، وہاں سے بات کریں، یہاں سے کیوں؟ کس قسم کی ٹائم؟ بات تو سنیں اُس کی۔ ثناء بھائی! میں بتا دیتا ہوں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

وزیر خزانہ: جناب اسپیکر! جب گوادر ماسٹر پلان کی میٹنگ جی ڈی اے گورننگ باڈی میں ہو رہی تھی، ایم پی اے حمل کلمتی صاحب اور گوادر کے جتنے بھی stakeholders تھے، آل پارٹیز کانفرنس انہوں نے بلانی تھی، ایم این ایز، وزیر اعلیٰ جام کمال صاحب نے منفقہ طور پر گوادر کے ماسٹر پلان کو approve کی۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب چیئرمین: آپ یہاں کیسا طریقہ ہے آپ مجھے dictate کر رہے ہیں۔ کہ میں نے کیا کرنا ہے۔ میں بتاؤں گا۔۔۔ (مداخلت۔ شور) آپ جا کر کے اپنی نشستوں پر بیٹھیں، اُس کے بعد میں رولنگ دے دوں گا۔ (مداخلت)

وزیر خزانہ: جناب اسپیکر! یہ میری باتیں ریکارڈ پر ہیں۔ اگر میں غلط کہہ رہا ہوں تو حمل کلمتی صاحب اس کو repeat کر سکتے ہیں اسمبلی فلور پر۔۔۔ (مداخلت۔ شور) اسی طرح جناب اسپیکر! جو پرانا ماسٹر پلان تھا۔ 160 million projected population کا تھا۔۔۔ (مداخلت۔ شور) گوادر کی لوگوں کے concerned کے مطابق گوادر کے ایم پی اے، گوادر کے ایم این اے کی request پر Two Million کر دیا ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب چیئرمین: آپ کو یقین دہانی کرائی میری رولنگ۔ ہر بات پر رولنگ، ہر مسئلے پر رولنگ۔ یہ منسٹرز کس لئے ہیں اور یہ حکومت کس لئے ہیں یہاں۔ بات کرنے دو۔ میں پوچھوں گا اُس سے۔

وزیر خزانہ: جناب اسپیکر! دراصل مسئلہ یہ ہے کہ ہماری اپوزیشن کو۔۔۔ (مداخلت۔ شور) میں اپوزیشن کو اسمبلی میں جواب دے رہا ہوں وہ سن نہیں رہے ہیں۔ میں جواب دے رہا ہوں، یہ سن نہیں رہے ہیں۔ مجھے سنیں۔ جس طرح اُن کی باتیں ریکارڈ پر ہیں، اسی طرح میری باتیں بھی on record ہیں۔ ان کے کہنے پر، حمل کلمتی صاحب۔ اسلم بھوتانی صاحب، GDA کی گورننگ باڈی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس سے پہلے نیشنل پارٹی، بی این پی مینگل، پی ٹی آئی جتنے بھی پولیٹیکل پارٹیز، جماعت اسلامی۔ جے یو آئی، جتنے بھی پولیٹیکل پارٹیز active ہیں، سب کے ساتھ وزیر اعلیٰ بلوچستان نے ایک consultative meeting کی۔ ان کی consultation سے گوادر کا ماسٹر پلان approve ہوا تھا، جو پہلے ماسٹر پلان تھا اُس میں بہت زیادہ flaws تھے۔ یہ ماسٹر پلان ہے، اسمیں projective population ہے، وہ 2 ملین کا ہے۔ جس میں گوادر کی جو old آبادی۔ پہلے یہ تھا کہ گوادر کی پرانی آبادی کو relocate کریں گے۔ اس ماسٹر پلان میں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ گوادر کی پرانی آبادی وہیں پر رہے گی۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ آف بلوچستان نے گوادر کی جو پرانی آبادی ہے، اُس کے لئے ایک ارب روپے ریلیز کی ہے۔ سڑکوں کی widening، گوادر کی پرانی آبادی کی beautification، وہاں واٹر سپلائی، وہاں کی جتنی بھی ضرورتیں ہیں، اُن کو پوری کرے گی۔ اس کے ساتھ حمل صاحب بتادیں جو اُن کے اپنے فنڈز تھے، اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ بلوچستان نے تقریباً 90 کروڑ روپے رکھے ہیں۔ جس میں گوادر کا ایک ایریا ہے کولانچ، اُن کی ٹرانسمیشن لائن، ایک 50 کروڑ کے ڈیم اور اسی طرح بہر شور میں ایک روڈ، سپلائی کوئی ایک ارب جو ہے ٹوٹل مل ملا کے جو صوبائی حکومت کے جارہے ہیں 2 ارب روپے جارہے ہیں۔ ایم پی اے صاحب کو چھوڑ کے، اس کے علاوہ GDA کے جو سالانہ فنڈز ہیں، گوادر میں تقریباً دس سے پندرہ۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب چیئرمین: صحیح ہے۔ حکومتی موقف سامنے آگیا۔ میں نے سنا ہے اُن کا مسئلہ۔ کچھلی دفعہ اُن کو موقع دیا تھا۔ اُنہوں نے بات کر دی ہے۔ اپنی نشستوں پر تشریف لے جائیں kindly، یہ طریقہ درست نہیں ہے۔ آپ اپنی نشست پر جا کر بات کریں۔ نہیں، نہیں، یہ طریقہ درست نہیں ہے۔ وہاں جا کر کے بات کر لیں۔ یہ آپ کی بات ریکارڈ نہیں ہو رہی ہے۔

وزیر خزانہ: ایم پی اے صاحب بتادیں وہ GDA کے گورننگ باڈی میں وہ ممبر ہیں یا نہیں؟ جی ڈی اے کے گورننگ باڈی میں وہ ممبر ہیں اُنہوں نے consent دیا ہے۔

جناب چیئرمین: میرزا بدر کی صاحب! آپ آجائیں اپنا سوال نمبر پکاریں۔ دیکھیں! آپ لوگ جائیں، آپ لوگوں کا احتجاج ریکارڈ ہو گیا۔ کارروائی کو آگے لے جائیں۔ جی اصغر خان اچکڑی۔

وزیر محکمہ خزانہ: گوادر پر facts and figures پر آجائیں۔ جتنی اس حکومت نے گوادر کیلئے کی ہے کبھی بھی نہیں ہوئی ہے۔

جناب چیئر مین: آپ لوگ جائیں آپ لوگوں کا احتجاج بھی ختم ہو گیا۔۔۔ (مداخلت) کس چیز کیلئے؟
وزیر محکمہ خزانہ: آغا صاحب آپ حقیقت کے ساتھ آ کے بتائیں۔ دس ارب کے projects گوادر میں لگ رہے ہیں۔

جناب چیئر مین: منسٹر صاحب کیا قانون سازی۔۔۔ (مداخلت) آغا صاحب! بیٹھ جائیں یہ طریقہ صحیح نہیں۔
record ہو گیا ہے احتجاج آپ kindly بیٹھ جائیں تاکہ کارروائی آگے لے جائیں۔

جناب اصغر خان اچکزئی: پورا بلوچستان ذخائر سے بھرا ہوا ہے۔ یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم قانونی لحاظ سے، آئینی لحاظ سے اس کو ایک ایسا تحفظ فراہم کر سکیں جس سے پورا بلوچستان سب سے پہلے مستفید ہو۔ یقیناً تحفظات پہلے بھی تھے، آج بھی ہونگے اور اگر اس پر کوئی صحیح قانون سازی نہیں ہوئی، کل بھی رہیں گے۔ اس سلسلے میں میری ایک تجویز ہے اپنے treasury benches کے دوستوں سے بھی اور اپوزیشن کے ساتھیوں سے بھی کہ ہم پوری پارلیمان سے تمام پارٹیوں پر مشتمل ایک نمائندہ کمیٹی بنالیں جو اس گوادر پر پہلے بھی قانون سازی ہوئی ہے اس کو بھی review کر لیں اور آئندہ کے لئے بھی اگر ہوئی ہے۔ اگر نہیں ہوئی ہے صحیح۔ اگر ہوئی ہے اس کو بھی review کر لیں اور next کیلئے بھی کوئی اس طرح کا plan بنالیں جس پر کسی کو تحفظ نہ ہو۔

جناب چیئر مین: اس کو windup کرتے ہیں میں اپنی بات کر لوں گا۔
جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب چیئر مین! میں مختصراً آپ کو۔ کیونکہ وہاں سے بات پہنچ نہیں رہی تھی۔ ظہور صاحب نے بھی بات کی جناب چیئر مین! آپ کی اجازت سے۔

جناب چیئر مین: آپ اپنے دوستوں کو بھی اپنی طرح اپنی نشست پر لے جائیں پھر وہاں سے آپ بات کریں۔ یہ اچھا نہیں لگ رہا اس طرح۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب چیئر مین! ہو جائیگا آپ ذرا مختصر بات سنیں۔ زابد صاحب ایک منٹ۔
جناب چیئر مین: نہیں آپ please انکو بلا لیں پھر آپ بات کر لیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب چیئر مین! میرے خیال ہم اسی طرف جا رہے ہیں آپ تھوڑا سا۔۔۔ (مداخلت)
ظہور صاحب!۔۔۔ (مداخلت)۔ جناب چیئر مین!

جناب چیئر مین: آپ کی بھی نیت اچھی ہے، انکی بھی نیت صاف ہے، بس اب مسئلہ کیا ہے آپ لوگوں کا؟

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب چیئر مین! آپ کی اجازت سے۔ میں مختصراً۔ Thank you very much۔ جناب اصغر اچکزئی صاحب نے بڑی اچھی بات کہی۔ دیکھیں مسئلہ بنیادی طور پر یہ ہے کہ چھوٹے موٹے مسائل تو اپنی جگہ پر ہیں پورے بلوچستان میں، گوادر میں بھی ہیں۔ پانی کا ہے، بجلی کا ہے، تعلیم کا ہے، صحت کا ہے۔ ہم اُس پر بات نہیں کر رہے ہیں۔ آج معزز رکن نے جو گوادر سے MPA ہیں اور ہم جو اپوزیشن والے سب احتجاج کر کے بیٹھے ہیں وہ یہ ہے کہ پچھلی اسمبلی میں بھی سردار اختر مینگل صاحب نے ایک resolution یہاں پاس کیا تھا حمل صاحب کے ساتھ مل کے کہ گوادر سے متعلق جو تحفظات ہیں بلوچستان کی جس میں انتقال آبادی ہے، یعنی یہ جو باہر کے لوگ کہیں آ کے زیادہ آباد ہو جائیں گے۔ وہاں کی زمینوں کا مسئلہ ہے اس کے علاوہ وہاں کے زمینوں کی جس طرح allotments ہوئیں ہیں غلط۔ master plan ہے لوگوں کی livelihood جس کو کہتے ہیں اُنکی زندگی اور موت جو خوراک سے وابستہ ہے ماہی گیری سے وابستہ ہے یہ تمام چیزیں ایک proper legislation of قانون سازی چاہتی ہیں۔ حکومت نے اس میں بالکل عدم توجہی کا اظہار کیا۔ فیڈرل گورنمنٹ میں پرائم منسٹر صاحب نے اپنی speech میں یہ کی دو، تین commitments ہوئیں۔ صوبائی گورنمنٹ نے کی۔ ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ آپ حکومتی آرا کین کو یہ کہیں کہ وہ ایک time frame دے دیں کہ تین مہینے کے اندر جس طرح اصغر خان صاحب نے کہا ایک کمیٹی بنے، دو سے تین مہینے کے اندر یہ legislation یہاں پیش کر دی جائے۔ جب آپ ruling دیں گے وہ ایک قسم کی سب کی consent اس پر ہوتی ہے۔ اور یہ احتجاج ہمارا، ہم بھی اپنے سے کہیں کہ ختم کر دیں۔

جناب چیئر مین: صحیح ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: لیکن اگر بات پھر دوبارہ پانی پر لیجائیں گے، سڑک پر لیجائیں گے Airport پر لیجائیں گے یہ confuse ہو جائیگا۔ گوادر کے لوگ چاہتے ہیں کہ اُنکی قدرتی وسائل ہزاروں سالوں سے اُنہوں نے سنبھالے رکھا ہے۔ حمل، جیند، کی شکل میں Portuguese کا انگریزوں کی اُنہوں نے مذمت کی، آج یہ اس وفاق میں قانونی طور پر اُنکو یہ تحفظ فراہم کیا جائے کہ اُس مٹھی کے مالک ہیں اُس پانی کے مالک ہیں اُس پانی میں ماہی گیری کے مالک ہیں کاروبار کے مالک ہیں۔ اور یہ اُنکی بنیادی حقوق ہیں یہ پوری دُنیا کی federations کرتی ہیں دُنیا میں 62 ports جو ہیں وہ شہری حکومتوں کے پاس ہیں وہ نہ فیڈرل گورنمنٹ کے پاس ہیں نہ صوبائی گورنمنٹ کے پاس ہے۔ یہ فیڈرل گورنمنٹ کے پاس port ہے لیکن Port سے associated یہ بڑی important چیزیں ہیں۔ ایک یہ ہے کہ time frame دے دیں دوسری بات یہ ہے کہ آپ ruling دے

دیں اس پر کمیٹی بنائیں ہم اپنے دوستوں کو اس پر۔ Thank you very much۔
جناب چیئرمین: Ok. آپ بیٹھ جائیں۔ اگر معاملہ اس طرح ہے کہ میں ہر چھوٹے چھوٹے مسئلے پر

ruling دے دوں تو پھر حکومت اور منسٹری کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ (شور شرابہ)

وزیر محکمہ خزانہ: جناب چیئرمین صاحب! مجھے پانچ منٹ دیں۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین: دیکھیں! آپ بتادیں کہ قانون سازی کی ضرورت ہے قانون سازی کیوں نہیں ہو رہی؟ اگر
قانون سازی کی ضرورت ہے۔۔۔ (مداخلت) میں پوچھ رہا ہوں سوال ان سے۔۔۔ (مداخلت) حمل کلمتی میں
پوچھ رہا ہوں ان سے کہ قانون سازی کی ضرورت ہے؟ کہ کیوں نہیں ہوئی ہے۔ حکومتی موقف کیا ہے۔

وزیر محکمہ خزانہ: جناب چیئرمین صاحب! گوادر کے masterplan پر جو بلوچستان والوں کے جو وہاں کے
لوگوں کے apprehensions تھے، یہاں بیشک کوئی قرارداد آئی ہوگی۔ گورنمنٹ آف بلوچستان نے گوادر کی
masterplan review کئے ہیں۔ پہلے masterplan میں یہ تھا کہ جو گوادر میں اس کی projected
population تھی وہ کچھ 116 million کی قریب تھی۔ 1 کروڑ 60 لاکھ۔ تو یہاں کے لوگوں نے جب کہا
کہ 1 کروڑ 60 لاکھ لوگ گوادر آ جائیں تو بلوچستان کی آبادی dis-balance ہو جائیگی۔ اسی چیز کو مدنظر رکھتے
ہوئے گورنمنٹ آف بلوچستان نے ایک Chinese Company hire کی جس کا نام CCCFHDHI ہے۔ اُن سے کوئی 40 کروڑ کا Grant تھا اُن سے یہ کہا گیا کہ جی آپ مہربانی کریں کوئی آنے والے 50 سالوں
میں جو گوادر کی population ہے اس کو کم کر کے 20 ملین پر لے آئیں۔ تو انہوں نے اس پر کام کیا اچھا خاصا
کام ہوا deliberation ہوا اُس میں تین چار چیزیں ہیں جو گوادر کی masterplan میں تھیں اُس میں یہ
تھا۔۔۔ (مداخلت) آپ میری سُنیں نا۔ اُس میں یہ تھا کہ جو گوادر کی لوگوں جو income ہے اُس کو مدنظر رکھا
گیا۔ اُس میں یہ کہا گیا کہ جی گوادر کی جو benefits ہیں، وہ جو ہیں گوادر کے لوکل ہوں گے۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین: یہاں جو بیٹھے ہیں آپ لوگوں کی بات نہیں سنوں گا میں۔ آپ اگر وہاں سے بات کر لیں
گے تو میں آپ کی بات سنوں گا یہاں سے آپ لوگوں کی باتیں record نہیں ہو رہی ہیں۔

وزیر محکمہ خزانہ: حمل کلمتی صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ پندرہ، بیس، پچیس ہزار انہوں نے ووٹ لئے
ہوئے ہیں وہ مجھے یہاں صرف اس بات کی۔۔۔ (مداخلت) کہ گوادر کی جو masterplan approved
ہوئی تھی کیا وہ اُس ماسٹر پلان کے کمیٹی کے ممبر تھے یا نہیں؟ کیا انہوں نے consent اپنی دی تھی یا نہیں؟ انہوں
نے agree کیا تھا انکو پتہ ہے کہ گوادر میں بڑے projects آرہے ہیں گوادر میں اربوں کا کام ہونے جا رہا

ہے۔ صرف اس کو credit لینے کیلئے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم گورنمنٹ انکو credit دینے کیلئے تیار ہیں ہم نے کوئی credit نہیں لینا ہے۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب! کوئی قانون سازی کی ضرورت ہے حکومت نے کس حد تک کی ہے؟ جو انکے تحفظات ہیں۔۔۔ (مداخلت)

وزیر محکمہ خزانہ: جناب چیئرمین! گوادر میں جو بھی initiative اور جو بھی قانون سازی ہوگی ہم اپوزیشن کے ساتھ مل کے کرنے کیلئے تیار ہیں۔ کوئی issue نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: صحیح۔ سنا آپ نے؟ وہ قانون سازی تھی تو آپ لوگ آپس میں بیٹھ جائیں حکومت اور اپوزیشن وہ قانون اُس طرح سے۔۔۔ (مداخلت) جب انہوں نے accept کر لیا۔ میں ruling یہ دے رہا ہوں کہ اپوزیشن اور حکومتی ارکان بیٹھ جائیں اگر قانون سازی کی اس میں ضرورت ہے تو آپ لوگ قانون سازی کر لیں۔

وزیر محکمہ خزانہ: Hospitals بن رہے ہیں، یونیورسٹی بن رہی ہے، پانی کا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ infrastructure کا مسئلہ حل ہو گیا ہے، گوادر کے old city کا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ کم از کم دس، پندرہ ارب کے کام ہونے جارہے ہیں۔ They want to just take the credit, nothing else. It is my statement. If there is required any legislation, we are ready for legislation.

جناب چیئرمین: میں نے دے دی ruling۔ دیکھیں منسٹر صاحب۔

وزیر محکمہ خزانہ: we are ready for legislation, there is nothing in it.

جناب چیئرمین: سُنیں۔ سُنیں زمرک صاحب۔ حمل کلمتی صاحب سے میں اپوزیشن کے ارکان اور حکومتی ارکان آپس میں بیٹھ جائیں اگر گوادر کے حوالے سے قانون سازی کی ضرورت ہے تو وہ بھی لائیں قانون کی صورت میں۔ اگر حمل کلمتی صاحب اور اپوزیشن ارکان حکومت کے ارکان کے ساتھ بیٹھ جائیں۔

وزیر محکمہ خزانہ: گوادر کا masterplan بھی لائیں گے یہاں discuss کر لیں۔

جناب چیئرمین: دے دی میں نے رولنگ۔۔۔ (مداخلت) یہ رولنگ ہے اس سے زیادہ میں کیا رولنگ دے دوں؟ باقی حکومت۔۔۔ (مداخلت) حکومتی ارکان اور اپوزیشن بیٹھ جائیں اور قانون سازی کر لیں یہ رولنگ نہیں ہے تو کیا ہے؟۔۔۔ (مداخلت) یہ advice نہیں ہے یہ رولنگ ہے میری۔ جب میں بتا رہا ہوں جب میرے

جملے نکل رہے ہیں وہ خود رولنگ ہیں۔

انجینئر زمر خان اچکزئی (وزیر محکمہ زراعت): قرارداد۔

جناب چیئر مین: میں رولنگ دے چکا ہوں دوبارہ بتا رہا ہوں کہ حمل کلمتی سمیت اپوزیشن ارکان، حکومتی ارکان کے ساتھ بیٹھ جائیں اگر قانون سازی کی ضرورت تھی تو قانون سازی کر لیں اس پر، یہ میری رولنگ ہے۔ ابھی آپ لوگوں سے ریکورڈ ہے کہ اپنی اپنی نشستوں پر تشریف لے جائیں تاکہ کارروائی کو آگے لے جایا جاسکے۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے)۔ record ہو گیا ہے پھر آپ اسمبلی سیکرٹریٹ سے معلوم کر لیں۔ میری رولنگ میں اگر مگر ہے، میں نے دے دی ہے۔۔۔ (مداخلت) میں نے رولنگ دے دی۔ اگر ضرورت ہے تو آپ کر لیں۔۔۔ (مداخلت) میں authority نہیں ہوں کمیٹی بنانے کیلئے۔ میں نے رولنگ دے دی آپ جا کر کے اپنی نشست سے مجھ سے مخاطب ہو جائیں۔ میں یہاں آپ لوگوں کی بات نہیں سُنوں گا جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں آپ اپنی نشست پر جائیں وہاں سے بات کر لیں۔۔۔ (مداخلت) جب دوبار رولنگ دے چکا ہوں اُسکے باوجود۔ آپ جائیں۔ زابد علی ریکی صاحب! اپنی نشست پر جائیں۔ اگر اس کا مطلب ہے کہ پھر آپ لوگ جو ہیں۔ دیکھیں! جب میں نے رولنگ دی، آپ چیئر کو دباؤ میں نہیں لاسکتے ہیں، نہ آپ dictate کر سکتے ہیں۔ جب میں نے رولنگ دے دی آپ لوگوں کا احتجاج بھی record ہو گیا، ابھی یہاں سے میں آپ لوگوں کی بات نہیں سُنوں گا۔ آپ جائیں اپنی اپنی نشستوں پر وہاں سے بات کر لیں۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: آپ اس طرح کر لیں قانون سازی ہوتی ہے گورنمنٹ کی طرف سے آپ ہمیں تجاویز دے دیں، bill پیش ہوگا۔ آپ ایک private bill کی صورت میں اُس کو لاسکتے ہیں آپ کے پاس بھی اختیارات ہیں۔ آپ کو کس نے روکا ہے؟

جناب چیئر مین: وہی تو میں نے بتایا ہے۔

وزیر محکمہ زراعت: آپ قرارداد لائے ہیں ہم نے آپ کی حمایت کی ہے حمل صاحب آپ سُنیں، ایک منٹ مجھے سُنیں۔

جناب چیئر مین: حمل کلمتی صاحب آپ اس حوالے سے private member bill لائے ہیں (اراکین بغیر مائیک کے بول رہے ہیں) بالکل صحیح ہے آپ کے تحفظات۔ آپ اپنا private member bill لائیں۔۔۔ (رکن اسمبلی بغیر مائیک کے بول رہے ہیں) حمل کلمتی صاحب صحیح ہے۔ میں نے رولنگ دے دی۔ اب اپوزیشن اور حکومتی ارکان بیٹھ جائیں۔ میں دوبارہ بتا رہا ہوں۔ صحیح ہے آپ private member bill لے

آئیں۔۔۔ (ارکان اسمبلی بغیر مانگ کے بول رہے ہیں) سابق MPA محترمہ شمینہ خان کو اسمبلی آمد پر خوش آمدید کہتے ہیں۔ جی خوش آمدید میں نے کہہ دیا۔ جی زاہد علی ریگی صاحب!

میرزا بدلی ریگی: جناب چیئر مین صاحب! جواب دیا ہوا ہے اس سال 20-2019ء میں واشنگ ڈسٹرکٹ میں خالی تین پوسٹیں اس نے announce کئے ہیں جو چوکیدار، اور جو نیئر کلرک۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات و جنگلی حیات: دو پوسٹیں۔

میرزا بدلی ریگی: دو پوسٹیں سوری۔ جناب چیئر مین صاحب! ڈسٹرکٹ واشنگ جنگلات وہاں تین چار ڈسٹرکٹ آس پاس کے ہیں، پنجگور کے ہیں اس طرف آ کے ضلع چاغی ہے، خاران ہے۔ یہ بے دردی ہے جنگلات کا کاٹ رہے ہیں۔ میں نے کئی بار واشنگ کے ڈپٹی کمشنر کو بھی کہا ہے وہاں کے۔۔۔ (مدامخت)

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات و جنگلی حیات: ریگی صاحب۔

جناب چیئر مین: سوال کرنے دیں منسٹر صاحب۔

میرزا بدلی ریگی: میری بات سنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات و جنگلی حیات: دیکھو! آپ کا سوال ایک ہے اور آپ واپس out جا رہے ہیں۔ میرزا بدلی ریگی: سردار صاحب! آپ میری بات سنیں جواب دے دیں نہ۔ میں out نہیں جا رہا ہے۔ سردار صاحب آپ بیٹھیں میری بات سنیں اُس کے بعد آپ جواب دے دیں ناں برداشت کریں۔

جناب چیئر مین: صحیح ہے۔ سوال پوچھیں۔

میرزا بدلی ریگی: سوال آپ دیکھیں میں آپ کو بتا رہا ہوں آپ اُس کے بعد جو آپ کہنا چاہتے ہیں کہیں۔

جناب چیئر مین: جی زاہد ریگی صاحب اپنا ضمنی سوال پوچھیں۔

میرزا بدلی ریگی: ضمنی یہی ہے میں یہی کہہ رہا ہوں کہ آپ نے only دو پوسٹ آپ نے دیئے ہیں ڈسٹرکٹ واشنگ کو۔ وہاں جنگلات کو بیدردی سے کاٹ رہے ہیں چیئر مین صاحب! میں نے کہی بار کہا ہے بار سیکرٹری صاحب کو میں نے application دیا ہوا ہے۔

جناب چیئر مین: سوال کیا ہے آپ کا؟

میرزا بدلی ریگی: سوال یہی ہے کہ یہ دو پوسٹوں کے علاوہ آپ اور بھی پوسٹس اس میں announce کریں۔ یہ دو پوسٹ کیا ہیں جو آپ نے دیا ہوا ہے جناب چیئر مین صاحب! مائیکل ایران border سے لیکر آپ کا ناگ بیسبمہ تک، یہ only دو پوسٹس۔ یہ کیا ہے آپ بتادیں اس کا جواب دیں۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات و جنگلی حیات: یہ تو محکمہ والے SNE بھیجتے ہیں محکمہ خزانہ کو، وہ اُنکی اپنی مرضی ہے ہم لوگ تو SNE میں زیادہ posts ڈال لیتے ہیں تو وہاں خزانہ والے cut لگاتے ہیں ابھی اس کا ذمہ دار تو میں نہیں ہوں۔

میرزا بدعلی ریکی: جناب چیئرمین صاحب! سردار صاحب کہتے ہیں میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں آپ گورنمنٹ ہیں۔ Finance Minister بیٹھا ہوا ہے آپ کہتے ہو میں نے اس کو cut کیا ہے میں ذمہ دار نہیں ہوں آپ کیسے ذمہ دار نہیں ہیں۔ آپ منسٹر ہیں سردار صاحب آپ بلوچستان کو چلا رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات و جنگلی حیات: میں منسٹر نہیں ہوں میں پارلیمانی سیکرٹری ہوں۔

میرزا بدعلی ریکی: آپ کہتے ہیں کہ میں ذمہ دار نہیں ہوں دو پوسٹس دی ہوئی ہیں۔

جناب چیئرمین: منسٹر نہیں ہے پارلیمانی سیکرٹری ہے۔

میرزا بدعلی ریکی: دو پوسٹس دیا ہوا ہے ناگ اور پسمہ تک خاران سے لیکر چنگو رتک۔ اور آپ کہتے ہو کہ میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ اگر آپ ذمہ دار نہیں ہو kindly آپ استعفیٰ دے دیں کسی اور کو چھوڑیں پھر وہ اس کو چلائے۔

جناب چیئرمین: جی آخری supplementary

جناب ثناء اللہ بلوچ: جی شکر یہ sir۔ جی order sir

جناب چیئرمین: جی Order in the House

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکر یہ جناب چیئرمین، زابد صاحب نے جس موضوع کی طرف ہم سب کی توجہ دلوائی ہے بلوچستان میں یہ جو ماحولیاتی تبدیلی میں آئی ہے۔ بلوچستان سب سے زیادہ متاثر ہے۔ واشک اور خاران میں بلوچستان کا سب سے بڑا جو جنگلی جس کو ریگستان کا جنگلات کہتے ہیں، جس میں تاگرز ہوتا ہے وہ وہاں موجود ہے۔ جو بڑی بیدردی کے ساتھ اس لیے کاٹے جا رہے ہیں کہ وہاں تو انائی کے اور ذرائع نہیں ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ supplementary بھی ہے اور ایک چھوٹی سی suggestion بھی ہے فنانس منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ بلوچستان میں جتنے بھی اضلاع ہیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جنگلات کو ترجیحی بنیادوں پر ہم اپنا ماحولیاتی environment کا ایجنڈا بنائیں۔ SDGs میں بھی environment کے حوالے سے ہماری commitment ہے۔ میں نے ایک proposal پچھلے سال بھی دیا تھا کہ ہر union council کی سطح پر contract basis پر آپ

جو ہیں forest guard، یا forest promoters، forest protectors کے نام سے کچھ jobs create کریں اور پانچ سال کے لیے ان کو کہیں کہ ہر شخص کو 100 سے 500 درختوں کی ذمہ داری دے دیں اُس یونین کونسل میں، وہ اس سے forest بلوچستان میں بڑھے گی زمین کی کٹاؤ روکے گی، ریگستانوں کی movement رکے گی۔

جناب چیئرمین: تو سوال کیا ہے suggestion دیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: تو یہ finance والے مہربانی کر کے اس دفعہ آپ اس فلور سے محکمہ جنگلات اور محکمہ ماحولیات کے دونوں کو ظہور صاحب! آپ یہاں سے ابھی message دیں کہ وہ باقاعدہ ایک اچھی feasibility planning اُس پر لے آئیں۔ یہ خاران کے لیے میں نے دیا تھا، پچھلے سال حکومت نے نکال دی۔ تو پورے بلوچستان کے لیے میں اس کے حق میں ہوں کہ forest promoters، forest guard، protectors کے نام سے ایک نئی ایک cap جس طرح کے کہتے ہیں لوگوں کا ایک بہت بڑی فوج mobilize کریں تاکہ بلوچستان میں زیادہ سے زیادہ درخت لگ سکیں اور یہ ہمارے جنگلات سارے بچ سکیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

وزیر خزانہ: معاملے کا دارو مدار فنانس تک آگئی۔ ابھی جو وفاقی حکومت نے ایک initiative لیا ہے دس ارب درختوں کا، پورے ملک میں لگانا ہے۔ کوئی 25 کروڑ درخت ہیں بلوچستان میں لگنے جارہے ہیں۔ اور cabinet میں یہ ایجنڈا آیا تھا جو بلوچستان گورنمنٹ کا جو share ہے، اُس میں وہ contribute کر رہی ہے۔ اور 25 کروڑ درخت جیسے ہی یہ commencement کی طرف جائے گی تو گورنمنٹ آف بلوچستان بھی اُس commitment کو پوری کرے گی۔ اس کے ساتھ جناب اسپیکر! ابھی جو climate change آرہی ہے اس میں جو درختوں کا لگانا بلوچستان آپ کو پتہ ہے بڑا خشکاوا ہے بارشیں بڑی کم ہوتی ہیں reason بھی یہی ہے کہ درخت کم ہیں۔ اُس حوالے سے جو Chinese کے ساتھ ہماری agreement ہوئی ہے دس لاکھ درخت one million trees وہ گودار میں لگا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی initiatives ہیں جو پچھلی ہماری بجٹ ہے اُس میں بھی لیے گئے ہیں اور آنے والے بجٹ میں بھی لیے جائیں گے۔ definitely یہ بڑا important issue ہے اس کو ہمیں cater-for کرنا ہے اور گورنمنٹ آف بلوچستان جو ہے اس کو ضرور کرے گی۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ جی میرزا بدلی ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 234 دریافت فرمائیں۔

میرزا بدلی ریکی: Question number 234

☆ 234 میرزا بدلی ریکی رکن اسمبلی: 15/ نومبر 2019 کو مؤخر شدہ

کیا وزیر جنگلات و جنگلی حیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، مالی سال 2019-20 کے بجٹ میں ضلع واشٹک کیلئے شامل کردہ منصوبوں کی کل تعداد کتنی ہے اور یہ مذکورہ ضلع کے کن کن علاقوں کیلئے ہیں مع مختص کردہ رقم کے تفصیل دی جائے نیز مذکورہ ضلع میں تعینات ملازمین کے نام مع ولدیت، عہدہ اور جائے تعیناتی کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر جنگلات و جنگلی حیات:

جہاں تک سوال کے پہلے حصہ کا تعلق ہے ماسوائے چند منصوبوں کے محکمہ جنگلات و جنگلی حیات کے مالی سال 2019-20 میں شامل بیشتر منصوبے صوبائی نوعیت کے ہیں۔ اسی طرح ضلع واشٹک رواں مالی سال محکمہ کے پانچ مختلف صوبائی منصوبوں میں شامل ہے۔ جنکی تفصیل مع ضلع کے لئے مختص رقم (جن کا انحصار فنڈز کی ترسیل پر ہے) اور علاقے درج ذیل ہیں:-

نمبر شمار	نام منصوبہ	غیر حتمی مختص کردہ رقم مالی سال 2019-20	علاقے
1	ریگ بندی سے تحفظ کا منصوبہ پی ایس ڈی پی نمبر 64	1.380 ملین روپیہ	ماٹکیل
2	کمرشل پودہ جات کی نرسری کا منصوبہ پی ایس ڈی پی نمبر 66	0.630 ملین روپیہ	ضلع واشٹک نرسری
3	چراگاہوں کی بحالی کا منصوبہ پی ایس ڈی پی نمبر 68	0.020 ملین روپیہ	واشٹک سٹی نرسری
4	دس ارب درخت سونامی پروگرام (جنگلات کی بحالی کا منصوبہ) پی ایس ڈی پی نمبر 81	3.125 ملین روپیہ	تمام ضلع واشٹک

ضلع واشک میں جنگلی حیات کے محفوظ کیے گئے علاقے	6.250 ملین روپیہ	دس ارب درخت سونامی پروگرام (جنگلات کی بحالی کا منصوبہ) پی ایس ڈی پی نمبر 78	5
--	------------------	---	---

مزید براں ضلع میں محکمہ جنگلات و جنگلی حیات کے تعینات ملازمین کے نام مع ولدیت عہدہ اور جائے تعیناتی درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام	ولدیت	عہدہ	جائے تعیناتی
1	عبدالعزیز	محمد عثمان	ڈی ایف او	واشک
2	عبدالنعیم	عبدالوہاب	آر ایف او	واشک
3	ذاکر حسین	حاجی غلام حسین	آر ایف او	بسیمہ
4	محمود خان	خواتین خان	ایس ڈی او وائلڈ لائف	واشک
5	عبدالقادر	محمد عظیم	فارسٹر	بسیمہ
6	عبدالوہاب	عبدالحق	فارسٹر	ناگ
7	تاج محمد	لعل محمد	ڈرائیور	واشک
8	نصرت اللہ	غلام قادر	فارسٹ گارڈ	ناگ
9	عبدالغیاث	عبدالواحد	فارسٹ گارڈ	بسیمہ
10	حفیظ الرحمن	محمد اسحاق	فارسٹ گارڈ	ماٹھیل
11	خدائے رحیم	سوال جان	گیم واچر	کرچی ناگ
12	رحمت اللہ	عبدالرحمن	گیم واچر	پدگ
13	عبدالقدوس	فتح محمد	گیم واچر	شنوگری تحصیل
14	عبید الرحمن	مولانا بخش	گیم واچر	ڈلی
15	حبیب الرحمن	بہرام خان	گیم واچر	شنوگری

16	حمید اللہ	محمد عظیم	گیم واچر	نیکو جالور
17	عبدالرحمن	عظیم خان	گیم واچر	ناگ
18	عبدالصمد	قادر بخش	گیم واچر	توگی بسیمہ
19	غلام سرور	منیر احمد	گیم واچر	واشک سٹی
20	مہر اللہ	غلام محمد	گیم واچر	بسیمہ
21	ظاہر علی	عبدالرازق	گیم واچر	نیکو
22	غوث بخش	محمد خان	گیم واچر	واشک سٹی
23	غلام فاروق	علی محمد	چوکیدار	واشک
24	مقبول احمد	رحمت اللہ	نائب قاصد	واشک
25	عبید اللہ	محمد قاسم	خاکروب	واشک

میرزا بدلی ریکی: جناب چیئر مین صاحب یہ 20-2019 پی ایس ڈی پی میں سردار صاحب، زمرک صاحب اس میں یہ واشک ہے یہ واشک مظلوموں کی آواز جدھر بھی ہو جائے انشاء اللہ بات کروں گا۔ مجھے بھی ایک دن اللہ پاک کے سامنے جانا پڑے گا میں بولوں گا کہ اس اسمبلی فورم میں، میں نے اس اسمبلی میں رو، رو کے، ان مظلوموں کی خاطر بات کی ہے مگر سی ایم صاحب، فنانس منسٹر ظہور صاحب، یہ ظہور صاحب نے کہا تھا کہ میں نے ہر district کو تین تین ارب، چار چار ارب روپے دیا ہوا ہے۔ آج فنانس منسٹر صاحب! میں ہائی کورٹ گیا ہوں۔ انشاء اللہ ایک ہفتے کے بعد آپ بھی پیش ہونگے کہ آپ نے مجھے district واشک کو آپ نے دو ارب دیا ہے یا دو روپے۔ انشاء اللہ میں اور آپ وہاں پیش ہونگے ر ب نے زندگی دی۔

جناب چیئر مین: جی ضمنی سوال کریں۔

میرزا بدلی ریکی: جناب چیئر مین صاحب! مہربانی یہ پیسے دیے ہوئے ہیں پی ایس ڈی پی 20-2019 میں، ابھی تک جناب چیئر مین صاحب! اس پر کام شروع نہیں ہوا ہے۔ kindly سردار صاحب! یہ آپ نے 20-2019ء میں یہ پی ایس ڈی پی میں یہ جو آپ نے پیسے رکھے ہیں، یہ کب اس کا کام شروع ہونگے؟ اور کب تک یہ complete ہونگے یہ مجھے بتائیں۔

جناب چیئر مین: جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات و جنگلی حیات: یہ بہت جلدی کام شروع ہو جائے گا اور جلدی مکمل بھی ہو جائے گا۔

میرزا بدلی ریکی: thank you جناب چیئر مین۔

جناب چیئر مین: جی یقین دہانی کرا دی۔ وقفہ سوالات ختم ہو گئے۔ جناب ثناء اللہ بلوچ صاحب آپ اپنی توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب چیئر مین۔ میری توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم میں اساتذہ کی تعیناتیوں کے لیے بلوچستان بھر میں CTSP کے تحت ٹیسٹ منعقد کئے گئے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ تعلیم میں اساتذہ کی تعیناتیوں کے عمل کو کب تک مکمل اور کس فارمولے کے تحت اعلان کرے گی تفصیل فراہم کی جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئر مین: جی وزیر تعلیم صاحب۔

میر محمد خان اہڑی (وزیر محکمہ تعلیم): کیونکہ محکمہ تعلیم میں اساتذہ کی تعیناتی کے لیے CTSP کے ذریعے ٹیسٹ مکمل ہو چکے ہیں اور ان کا رزلٹ بھی اناؤنس کیا گیا ہے۔ اور تقریباً 1st تاریخ کو ان کو website پر آویزاں کی جائیں گی یوسی وائز اور district میں انشاء اللہ و تعالیٰ اس کی website پر ان کو آویزاں کریں گے ہم۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: formula اس کا؟

وزیر محکمہ تعلیم: formula یہ یوسی وائز ہونگے۔ جس یونین کونسل میں جتنے پوسٹیں ہونگے اُس کے مطابق ہونگے۔ جتنے پاس کیے ہونگے اور first, second, third جتنے آئے ہیں ہم ان کو انشاء اللہ و تعالیٰ اٹھائیں گے۔

جناب چیئر مین: سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: سر! یہ اس طرح نہیں ہوتا جب منسٹر صاحب جواب دیتے ہیں۔ توجہ دلاؤ نوٹس کا یہ طریقہ کار ہوتا ہے جس طرح supply ہوتی ہے۔

جناب چیئر مین: جواب تو دے دیا انہوں نے آپ کو۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جو محرک ہوتا ہے وہ اپنی بات کرتا ہے کہ میں نے یہ کیوں پیش کی ہے؟

جناب چیئرمین: تو آپ مزید بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جی اس پر ہوتا ہے اسی طرح۔ توجہ دلاؤ گا یہ ہوتا ہے کہ اس میں calling attention notice, rules of procedure میں۔

جناب چیئرمین: دیکھیں یہ تو آپ تحریک التواء میں آپ کا وہ ہے یہ توجہ دلاؤ نوٹس میں آپ نے سوال کر دیا متعلقہ وزیر نے آپ کو جواب دے دیا۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: نہیں سراسر اس میں ابھی یہ ہے کہ یہ سوال ایک context میں اس لیے گیا ہے سب سے پہلے تو محمد خان لہڑی صاحب کو داد دیتا ہوں۔ کیوں کہ بلوچستان میں گزشتہ 6 سے 7 سالوں میں کسی میں بھی اتنی confidence اور courage نہیں تھا کہ وہ ایجوکیشن کے ان سارے ملازمتوں کو اعلان کریں۔ اس کے لیے بھی بہت بڑی courage کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہوں نے اور ان کے محکمے نے اگر یہ step لیا ہے تو یہ اچھی بات ہے۔۔۔ (ڈیک بجاے گئے) اُس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ بلوچستان میں اس وقت 9700 کے قریب اسامیاں خالی ہیں۔ میں ہمیشہ جب بات کرتا ہوں تو مجھے دوست کہتے ہیں کہ بھائی آپ ڈیٹا وغیرہ جو ہے ثناء صاحب کے statistics اعداد شمار بڑے خراب ہوتے ہیں وہ صحیح نہیں ہوتے ہیں کہیں سے ہمیں پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کہاں سے لاتا ہے۔ بلوچستان میں پانچ ہزار جو اس وقت ہمارے پاس اسکول ہیں جناب والا! 5227 single teacher schools، out of ہمارے پاس جتنے 13 ہزار کے قریب اسکول ہیں۔ اُس میں سے 5227 کے قریب وہ single teacher ہے۔ دو ہزار اسکول ہمارے، 1594 کے قریب 2017ء میں تھے، ابھی 2019ء میں 2 ہزار کے قریب ہمارے اسکول بند ہیں۔ اس لیے کہ single teacher۔ یہ ہو گئے 7 ہزار۔ بلوچستان میں ٹوٹل اسکول کتنے ہیں؟ جناب والا! ساڑھے 13 ہزار کے قریب ہیں۔ ساڑھے 13 ہزار میں سے بلوچستان میں 50% اسکول وہ اس وقت single teacher پر چل رہے ہیں۔ single teacher means class 1 سے لے کر کلاس پنجم تک جو ہے ایک اُستاد جو ہے وہاں 200 سے 300 بچوں کو پڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اس کا اثر جو ہے بلوچستان میں جو تعلیم کا زوال ہے گو کہ بلوچستان میں بہت زیادہ پیسہ لگایا گیا۔ لیکن بلوچستان کے تعلیمی نظام میں بہتری نہیں آئی۔ اُس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جب اساتذہ ہی نہیں ہیں۔ جو basic fundamental source ہے تعلیم دینے کا، وہ اُستاد ہے۔ آپ کی عمارتیں، آپ کی کھڑکیاں آپ کے چھت تعلیم نہیں دیتے۔ اچھے اُستاد تعلیم دیتے ہیں۔ بلوچستان میں گزشتہ 7 سے 8 سال تک اساتذہ کی تعیناتی نہیں کی گئی۔ 9700 پوسٹوں پر بلوچستان کے 92 ہزار بیروزگار نوجوانوں نے apply کی۔ اس کے بعد 72 ہزار

کے قریب نو جوان وہ eligible وہ کیا کہتے ہیں کہ وہ qualified قرار پائے۔ 72 ہزار میں سے جب یہ نو جوان آئے تقریباً کوئی انہوں نے جب یہ ٹیسٹ دیا CTSP کا گوکہ، کیونکہ اچانک یہ سب کچھ تین سے چار مہینے کے درمیان ہوا بہت سے نو جوانوں نے جو ایم فل کے students ہیں۔ ایم اے کے students ہیں۔ یا دیگر students ہیں، وہ اُس proper curricula کی تیاری نہیں کر سکے کہ جی وہ test کا curricula کیا ہے۔ کچھ اُسمیں general knowledge ہے کچھ دوسری چیزیں ہیں۔ جب یہ ٹیسٹ دیا گیا اور یہ بڑا short period کا تھا 10 سے 15 minute یا 20 minutes کے اندر یہ سب کچھ کرنا تھا۔ MCQs سے ہمارے لوگ اتنے واقف نہیں ہیں۔ بلوچستان میں ہم نے کبھی اسکولوں میں کالجوں میں اپنے بچوں کو MCQs کی training نہیں دی کہ کیسے ان کو پڑھایا جاتا ہے۔ تو ہمارے بہت سے نو جوان جو بڑے اچھے قابل تھے وہ گھبرا گئے اور وہ اس میں جو result ہے جو reliable sources سے مجھے معلوم ہوا ہے اس وقت 72 ہزار میں سے صرف بہت کم ایسے نو جوان ہیں جو 50% سے اُوپر marks لے سکے۔ threshold تھا وہ یہ تھا کہ جی 50% آپ نے marks لینے ہیں، اُس کے بعد آپ qualify کریں گے oppointment کے لیے۔ اب problem کیا ہو گیا۔ جب آپ نے یونین کونسل پر، ابھی تک، منسٹر صاحب نے کہا کہ ہم نے اس کو یونین کونسل کی سطح پر کی ہے۔ اب خاران میں ہمارے کوئی 9 سے دس یونین کونسل ہیں۔ میں جب گیا نو جوانوں کے results میں نے دیکھے میں نے اُن کے ساتھ بیٹھ کر بات کی، بلوچستان سے نو جوان میرے پاس آئے اس وقت جو reliable sources ہیں۔ آپ کہ کچھ ایسے districts ہیں جہاں آپ کو 50% سے اُوپر اگر آپ نو جوانوں کو لیتے ہیں تو اُس میں کونسل کی position ہے شاید بھر جائیں، پشین کے بھر جائیں، قلعہ عبداللہ کے بھر جائیں، قلعہ سیف اللہ کے بھر جائیں شاید کسی کے لیکن at least جو بلوچستان کے دور دراز علاقے ہیں وہاں یہ پوسٹیں پھر خالی رہ جائیں گی۔ کیا ہو جائے جب آپ کی پوسٹیں خالی رہ جائیں گی مثال کے طور پر اگر آپ کی 9700 teachers کی کمی ہے گزشتہ 7 سال سے۔ ہر teacher اگر دو سو بچوں کو پڑھاتا ہے، پانچ، سات سال سے ہم پڑھا نہیں رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر دن 19 لاکھ بچے جو ہیں وہ بلوچستان میں تعلیم سے محروم ہیں۔ 9700 multiply every day, every by two hundred, equal to 1.9 million kids والا جو month, every year they are deprived from basic education. لیے جتنے بھی data اور statistics ہیں یہ بلوچستان ایجوکیشن اسٹیٹسٹکس 2016-17 ہے۔ یہ اس کی report ہے اس کے figures ہیں میں نے highlight بھی کیے ہیں۔ وقت کے کمی ہے میں سب کو دور آؤنگا نہیں کہ کتنے اسکول

بند ہیں کتنے کھولے ہیں کتنے بچے اسکول سے محروم ہیں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم ادھر گورنمنٹ کی مدد کرنا چاہتے ہیں کہ جن نوجوانوں نے جن جن اضلاع میں 50% سے اوپر کا threshold وہ cross کر لیا ہے، جو maximum لے لیا ہے۔ آپ براہ مہربانی immediately جو حقدار نوجوان ہیں 70% لیا ہے 50%، 60% لیے ہیں immediately اُن کی recruitment کریں۔

جناب چیئرمین: اذان شروع ہو گیا ہے۔

(خاموشی۔ عصر کا اذان)

جناب چیئرمین: جی ثناء صاحب! conclude کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جی جناب چیئرمین! تو میرا یہ ہے کہ میں حکومت اور اپنے دوستوں کو، بالخصوص محمد خان صاحب کو اور اُن کی department کو جو اتنا courageous-step اٹھایا ہے۔ تو اس کو اس process ابھی صرف ان بنیادوں پر کہ جی 2 ہزار نوجوان بھرتی ہوں اور 7 ہزار 7 سو پھر رہ جائیں۔ اس کا مطلب یہ ہے پھر کافی علاقوں میں بچے محروم ہو جائیں گے۔ اب آپ کا جو threshold ہے 17% جتنے بھی یونین کونسل کی سطح پر آتے ہیں۔ نوجوان اُن کو آپ لے لیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک کمیٹی آپ بنا دیتے ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں، اور cooperate کرنے کے لیے۔ اُس کے بعد آپ اس کا threshold لے آئیں 35%، 40% تک اُن یونین کونسلز کے لیے جہاں نوجوان 60%، 70%، 50% نمبر لے نہیں سکے۔ اُس کی ایک وجہ ہے میں آپ کو بتاتا ہوں کیونکہ ایک تو یہ ہے کہ واقعی بہت سے نوجوانوں نے jump کیا۔ بیروزگاری کی وجہ سے ان سارے نوجوانوں نے دیا ہے۔ اگر کوئی نوجوان اچھی qualification کے ساتھ masters ہیں، BA ہیں، انجینئرز ہیں۔ میں نے ایسے دیکھے ہیں agricultures اُس میں آئے ہیں۔ جس نے 40% Marks تک لیے ہیں، آپ اُن کو جناب والا! system میں لے آئیں۔ اُس کے بعد جو سب سے بڑی خامی ہمارے تعلیم کے نظام میں ہے، ہمارے یہاں کچھ teaching training centres تو ہیں لیکن ہماری scientific teachers training-advance قسم کے جہاں اساتذہ کو تربیت دیا جائے۔ تاکہ وہ نوجوانوں کو پڑھا سکیں۔ curricular training ایک اچھی سی مرتب کریں۔ اور جو 40% تک نوجوانوں نے نمبر لیے ہیں، اُن کو آپ تکلیف کر کے appointment letters جلد از جلد جاری کریں، CTSP کے، تاکہ کم از کم آپ، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ 40% والا پہلے۔ پہلے جس نے 70% marks لیے ہیں، 60% لیے ہیں، 70% لے لیں۔ لیکن کچھ یونین کونسلز میں آپ کو 50 سال تک اور کوشش کریں آپ کو

70% والا threshold والا بچہ ملے گا۔ نہیں اُس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ آپ کا سارا education کا system میرے پاس cluster ایک جس کو سارا ان یونین کونسل کہتے ہیں۔ میں وہاں گیا ایک اسکول ہے، اُس cluster میں جو ساری گاڑیوں میں میں گیا ہوں 8 پرائمری اسکولز ہیں۔ ہر اسکول کا distance تقریباً 28 کلومیٹر ہے۔ 28 کلومیٹر سے جب بچے نے ادھر آ کے پڑھا ہوگا۔ تو اُس نے جس قسم کی جب تعلیم ہو رہی ہے۔ تو اُس کا آپ اندازہ کریں اُس کی quality کم ہوگی۔ لیکن یہ quality بہتر بنانا۔ اُس کو جب آپ اپنے system میں لے آتے ہیں، induct جب آپ as a teacher اُس کے بعد اُس کی capacity building کرنا، training کرنا، جناب چیئر مین! اسکے لیے گورنمنٹ کو کیونکہ ضروری ہے کہ وہ کچھ اقدامات کرے۔

جناب چیئر مین: time میرا خیال ہے آپ کا ختم ہو گیا جو 15 منٹ میں نمٹانا تھا۔ جی۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: بالکل یہ important national issue ہے۔ میں ایک اور بات جو اسی تو سرت سے منسٹر صاحب کے گوش گزار کرنا چاہوں گا۔ فنانس منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں، آنے والی ہماری پی ایس ڈی پی بھی آرہی ہے۔ 34 constitution article ہے۔ 34 کہتا ہے کہ قومی زندگی کے تمام شعبوں میں عورتوں کی مکمل شمولیت کو یقینی بنانے کے لیے اقدامات کئے جائیں گے۔

جناب چیئر مین: یہ توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق تو ہے نہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: ذرا میری بات سنیں، girls education سے متعلق ہیں چیئر مین صاحب! 13 ہزار اسکولز ہیں جن میں صرف 3 ہزار لڑکیوں کے ہیں۔ یہ constitution کی violation ہے۔ وہ ہماری مائیں بہنیں بچیاں ہیں۔ They need to have a every equal access to education. They need to equal number of schools.

جناب چیئر مین: تسلی سے بات کریں۔ جی۔ جی۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: میں ابھی آپ کو جناب چیئر مین! میں یہ کہتا ہوں وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، فنانس منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ہماری بہنیں بیٹھی ہوئی ہیں، شاید اُس پر بات بھی کریں گی۔ بلوچستان میں equal number of girls schools کی ضرورت ہے۔ اور۔ تو آپ کم از کم اسی کو ایک step-forward لے جائیں۔ جتنی بھی خواتین بچیاں جب آئیں گی آپ کی system میں۔ اگر وہ 60%، 70% لائے ہیں، اُن کو ابھی سے اپنے system کا حصہ بنائیں۔ اور پورے بلوچستان میں جہاں girls schools کم

ہیں، وہاں girls schools بنائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ خواتین کی employment ہوگی اور بچیوں کی اسکولیں بھی کھل جائیں گی۔ Constitution کا Article-34 کی آپ وہ جو کیا کہتے ہیں compliance ہے سب کی ڈیوٹی ہے، وہ بھی fulfill ہو جائیگی۔ تو جناب! میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ جناب محمد خان صاحب! یہ تجویز اچھی ہے اگر آپ اس پر تکلیف کر کے غور کریں اور اگر یہاں ہمیں assurance دے دیں کہ آپ اس کو جلد از جلد announce بھی کریں گے۔ اور threshold جو ہے وہ اُس یونین کونسل میں جہاں کم ہے، اُس کو لائیں گے۔ شکر یہ۔

جناب چیئر مین: نہیں، یہ صرف محرک بات کر سکتا ہے توجہ دلاؤ نوٹس پر۔ نہیں نہیں، آپ لوگوں کو اجازت نہیں ہے۔ اس پر آپ بات نہیں کر سکتے۔ منسٹر صاحب! اگر آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں 15 منٹ میں نمٹانا تھا 20 منٹ ہو گئے ہیں۔ اس پر بحث نہیں ہو سکتی ہے۔ آپ کے rules اجازت نہیں دیتے ہیں۔ اب بحث نہیں ہو سکتی نصر اللہ بھائی! آپ point of order پر آجائیں لیکن rules کی violation نہیں کریں۔ آپ نہیں نہیں، دیکھیں بحث نہیں ہو سکتی۔ point of order پر آجائیں۔ بحث نہیں ہو سکتی اس پر۔۔۔ (مداخلت۔ شور) نہیں نہیں، جی منسٹر صاحب! آپ اپنی بات کر لیں۔ آپ point of order پر بات کریں توجہ دلاؤ نوٹس پر بحث نہیں ہو سکتی ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور) آپ بیٹھیں تھوڑی سی کارروائی آگے لے جاتے ہیں۔ نصر اللہ زریں صاحب! اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

وزیر محکمہ تعلیم: جناب چیئر مین! ابھی یہ question لیکر آئیں یا result آجائے تو اُس کے بعد یہ بات کر سکیں، ابھی میرے دوست colleague ثناء نے چھ، سات سوالات اٹھائے ہیں۔ میں اُن کا جواب آپ کو دے دوں۔

جناب چیئر مین: بس ثناء بھائی نے تجویز دی ہے آپ اگر اُن کی تجویز سے اتفاق کرتے ہیں تو اُن سے ملاقات کریں۔ اُن سے تجویز لے لیں۔ اگر اور کوئی جواب ہے تو دے دیں۔ پھر آپ point of order پر بات کریں۔ چلیں آپ بات کریں زریں صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زریں: جناب چیئر مین! ایسا ہے کہ یقیناً ہمیں اس بات پر ہے کہ میرٹ ہونی چاہئے education میں، ہر حالت میں میرٹ ہونی چاہیے۔ جب اس سے پہلے 2013ء کی حکومت تھی ہم نے 5 ہزار teachers کی پوسٹیں NTS کے ذریعے fill کرادیں۔ اُس پر teachers تعینات ہو گئے۔ ابھی جو CTSP نے کیا، اچھی بات ہے۔ منسٹر صاحب نے پہلے کہا کہ جو میرٹ پر ہیں، اُن کی list لگنی چاہیے۔ جو پہلے

جنہوں نے 50 فیصد تک نمبر لیے ہیں۔ پہلے آپ انکو order دے دیں۔ اُس کے بعد جن جن یونین کونسلز میں جو لوگ رہ گئے، جن کی %49 ہیں، %48 ہیں یا کم ہیں۔ اُس پر پھر ہمارا مشورہ ہوگا کہ اُس پر آپ کیسے لوگ لیں گے۔ تو اس حوالے سے میری منسٹر صاحب سے ریکوئسٹ ہے، وہ یہ اس پر اس طرح عمل کریں۔

جناب چیئر مین: شکریہ، جی سیکرٹری اسمبلی! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔ جی آپ بیٹھ جائیں تسلی سے آپ کو بتا دیں گے اجلاس کی کارروائی چل رہی ہے، آپ بیٹھ جائیں۔ آپ کو تسلی سے بتا دیں گے کہ کیا کرنا ہے۔ جی سیکرٹری صاحب رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب صفدر حسین (سیکرٹری اسمبلی): سردار عبدالرحمن کھتیران صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔۔۔ (مدامحلت۔ شور)

جناب چیئر مین: جی 15 منٹ میں نمٹانے تھے یہ ہمیں 25 منٹ ہو گئے ہیں۔ جی محمد خان لہڑی وزیر صاحب! وہ جواب تو دے دیں آپ لوگ کم از کم اپنے اندر وہ طے کریں کہ کیا کرنا ہے۔ ایک کو یہاں بٹھایا ہوا ہے باقی سارے وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ سوال وہ پوچھ رہا ہے۔ پھر آپ کہہ رہے ہیں کہ اس کا جواب دے دیں۔ جی۔

وزیر محکمہ تعلیم: شکریہ جناب چیئر مین صاحب! میرے دوستوں نے یہاں جو ایک توجہ دلاؤ نوٹس پر انہوں نے چھ سات سوالات اٹھائے ہیں۔ ایک تو یہ چیز ہے کہ کچھلی گورنمنٹ میں بہت سی جگہوں پر اسکول بنائے گئے ہیں لیکن اُنکو DMS کوڈ allot نہیں کیا گیا ہے۔ ہماری ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں کسی بھی اسکول کو، DMS کوڈ اگر allot کیا جاتا ہے تو اُس کے ساتھ اُن کو پوسٹ بھی دیا جاتا ہے۔ اور اُس نے یہاں میرے خیال میں اعداد و شمار 2 ہزار بتائے ہیں۔ میرے خیال میں اتنے تو نہیں ہوں گے جو کہ میرے colleague نے بتائے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہاں جو آپ کا CTSP کے ذریعے اُس نے کہا کہ 20 منٹ یا آدھا گھنٹہ دیا گیا ہے۔ سو سوالات تھے۔ اُن کو ایک گھنٹہ دیا گیا تھا۔ اور وہاں %50 سے زیادہ جو ہمارے بچے نمبرز اٹھائے ہیں، اُن کو پاس تصور کیا جائے گا۔ اگر کم آئے ہیں تو اُس کے اوپر ہم بھی دیکھ رہے ہیں کہ سی ایم صاحب ہیں یا پہلے اُن کی جو میرٹ پر آئے ہیں، پہلے تو اُن کا حق بنتا ہے کہ اُن کو ہم بھرتی کریں گے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ایک ہمارا BITE کا ادارہ ہے جو ہر سال ہمارے جو teachers ہیں، اُنکو training دیا جاتا ہے۔ اور ایک، ایک ماہ کا، دو، دو مختلف ڈسٹرکٹوں میں۔ تو اس کے ساتھ ساتھ کیونکہ زیرے بھائی نے کہا کہ میرٹ پر، انشاء اللہ یہ بھرتیاں ہوں میں آپ کو بالکل کہتا ہوں اس اسمبلی میں اور یہ میرٹ پر بھرتیاں ہوں گی اور اس وقت میں آپ کو بتاتا چلوں کہ میرے خیال میں بہت سے ایسے ڈسٹرکٹس ہیں جہاں کم بچیوں نے پاس کیا ہے۔ جو ہم نے اُن کو میرٹ پر انشاء اللہ و تعالیٰ اٹھائے ہیں۔ اور

1st تاریخ کو جب ہماری website پر جو آپ کے Pass بچپوں کے result آجائیں گے اور UC-wise اور district-wise انشاء اللہ تعالیٰ آپ لوگ خود دیکھیں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ منسٹر صاحب۔ سیکرٹری اسمبلی! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔ بیٹھ جائیں، یہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں گے، اُس کے بعد آپ بات کریں۔ جی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار عبدالرحمن کھتیران صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کونٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عمر خان جمالی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کونٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار محمد صالح بھوتانی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کونٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج سے تا اختتام اجلاس شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب نور محمد مڑ صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کونٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر نصیب اللہ مری صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کونٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: حاجی محمد نواز کاکڑ صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار یار محمد رند صاحب نے کونٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج سے تا اختتام اجلاس کی نشستوں سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
سیکرٹری اسمبلی: بی بی فریدہ صاحبہ نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی صاحبہ نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
سیکرٹری اسمبلی: جناب ٹائٹس جانسن صاحب نے ناسازی طبیعت آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
جناب چیئرمین: ملک نصیر احمد شاہوانی صاحب، جناب اختر حسین لانگو صاحب اور احمد نواز بلوچ صاحب اراکین اسمبلی کی جانب سے مشترکہ تحریک التوا نمبر 3 موصول ہوئی ہے۔ اچھا جناب دینش کمار صاحب! پارلیمانی سیکرٹری! آپ اپنا مذمتی قرارداد پیش کریں۔۔۔ (مداخلت) یہ مذمتی قرارداد پیش ہو جائے اُس کے بعد تھوڑی سی کارروائی بھی آگے جائے۔ تو میں صبح سے بتا رہا ہوں کہ یہ اچھا نہیں لگتا ہے۔ آپ لوگ اپنی اپنی نشستوں پر جائیں۔ اس پر رولنگ بھی میری آگئی ہے۔ آپ لوگ ابھی اس چیز کو پڑھ لیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور) یہ اسمبلی کو آپ لوگ کس طرح چلا رہے ہو، کون سا bill، کس طرح کا bill، یہ کون سا طریقہ ہے bill لانے کا۔ میں نے رولنگ دے دی ہے حمل کلمتی صاحب! موضوع پر میری رولنگ آئی ہے۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر خزانہ): جناب اسپیکر! بل لانے کا ہر چیز کا کوئی طریقہ کار ہے۔ یہاں پر اسمبلی ممبران رولز follow کریں، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اگر پرائیویٹ ممبر بل آجائے گوادر کے متعلق گورنمنٹ اُس کو سپورٹ کرے گی۔ ہم نے جتنے initiatives لیے ہیں، اس سے پہلے کسی نے نہیں لی ہے۔ اور ہم گوادر کے لوگوں کو ترقی یافتہ دیکھنا چاہتے ہیں، وہاں یونیورسٹی بن رہی ہے، اسپتال بن رہا ہے، میڈیکل کالج بن رہا ہے، سڑکیں بن رہی ہیں۔ master plan approve ہوا ہے۔ اتنے زیادہ کام ہوئے ہیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور) پانی کا مسئلہ ہمیشہ کے لیے حل ہو گیا ہے۔ یہ ایک important قرارداد آئی ہے۔ اس کو نمٹالیں۔ حمل صاحب بیشک یہاں بیٹھے رہیں، اپنا احتجاج ریکارڈ کریں۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب! آپ قرارداد پیش کریں، اُس کے بعد پھر آگے آئیں گے۔ اس پر ثناء بلوچ صاحب bill لانا ہے۔ تو پھر ایک طریقہ کار ہے اُس کے مطابق bill لائیں۔ جی جی۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب چیئرمین! آپ نے حمل صاحب کو کہا کہ آپ لوگ bill draft کریں اور حکومت کے ساتھ مل بیٹھیں۔ میں تو اُسکی طرف آ رہا تھا۔ یہ bill اُنکے پاس حمل صاحب اپنا بنایا ہوا private member bill ہے۔ بیشک میں یہ بھی جانتا ہوں۔ یہاں پیش نہیں کر رہے، ہم صرف آپ کو بتا رہے ہیں۔ ظہور صاحب اور حکومتی اراکین یہاں بیٹھے ہوئے ہیں یہ bill حمل صاحب دستخط کر کے سیکرٹری صاحب کو ابھی جمع کر دیں گے آپ ایک روٹنگ دے دیں، یہی طریقہ ہوتا ہے۔ دستخط کر کے جمع کرواتے ہیں۔

جناب چیئرمین: اس کا طریقہ کار ہوتا ہے۔ ابھی کارروائی آگے جانے دیں۔ بالکل آپ سیکرٹری کے آفس میں جمع کروادیں private member bill ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: اُس پر آپ کمیٹی بنا لیں کہ یہ حکومت اس bill کو جا کے discuss کریں۔ اور ایک مہینے کے اندر، دو مہینے کے اندر اس کو اسمبلی میں پیش کریں۔ حکومت اس میں amendment کر لے بیشک۔

جناب چیئرمین: نہیں اس کا طریقہ کار ہے۔ آپ rules of business کو پڑھیں۔ آپ اُس کو follow تو کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: آپ کمیٹی نہیں بنائیں گے۔

جناب چیئرمین: نہیں آپ rules کو پڑھ لیں۔ اُس کے مطابق private member bill لائیں

جناب ونیش کمار پارلیمانی سیکرٹری! آپ اپنی مذمتی قرارداد پیش کریں۔

جناب ونیش کمار: جناب چیئرمین! ہر گاہ یہ ایوان گزشتہ ہفتے بھارتی حکومت کی جانب سے امتیازی شہریت کے ترمیمی ایکٹ 2019ء کی متفقہ طور پر پرزور مذمت کرتا ہے جو کہ ناں صرف جارحانہ اور امتیازی ہے بلکہ حالیہ قانون کی منظوری اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ بھارت کی موجودہ حکومت خطرناک انتہا پسندانہ رجحانات کو پروان چڑھا رہی ہے اور مذکورہ تنازعہ ترمیم شہریت کے حوالے سے ایک گروہ کے حوالے سے ایسا مذہبی طریقہ کار طے کرتی ہے جو مساوات اور عدم امتیاز کی بین الاقوامی قدروں اور انسانی حقوق بین الاقوامی قوانین سے متصادم ہے۔ مزید برآں مذکورہ ترمیم پاکستان اور بھارت کے درمیان دو طرفہ معاہدوں بالخصوص ان معاہدوں کی خلاف ورزی ہے جو دونوں ممالک میں اقلیتوں کے تحفظ سے متعلق ہیں۔ افسوسناک امر یہ ہے کہ بھارت میں اقلیتوں کو ایذا رسانی اور ان پر تشدد جیسے واقعات عام ہیں۔ یہ ایوان بھارت کی اس شرمناک الزام کو یکسر مسترد کرتا ہے کہ پاکستان میں

اقلیتیں غیر محفوظ ہیں اس سلسلے میں واضح کیا جاتا ہے کہ پاکستان میں تمام اقلیتوں کو آئین کے تحت تمام بنیادی حقوق حاصل ہیں اور ان کا بھرپور تحفظ کیا جاتا ہے۔ اور تمام اداروں بشمول پارلیمنٹ اپنی اقلیتوں کو قومی دھارے کا حصہ تصور کرتے ہیں اور انکی فلاح و بہبود میں پیش ہیں اور پاکستان میں اقلیتیں ملکی ترقی اور خوشحالی میں اپنی بھرپور کردار ادا کر رہی ہیں۔ لہذا یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ بین الاقوامی برادری بشمول اقوام متحدہ، انسانی حقوق کونسل اور انسانی حقوق کے دیگر اداروں سے رجوع کرے کہ مذکورہ امتیازی قانون کی ترمیم کے حوالے سے بھارت پر دباؤ ڈالا جائے نیز مذہبی اقلیتوں بالخصوص بھارتی مسلمان طلبہ کے خلاف بہیمانہ تشدد اور طاقت کا استعمال فوری طور پر روکا جائے اور بھارت میں اقلیتوں کو ایک باعزت اور محفوظ طرز حیات کی فراہمی کے پیش نظر تمام امتیازی و متعصبانہ اقدامات کا خاتمہ کیا جائے۔

جناب چیئر مین: مذمتی قرارداد پیش ہوئی اس کی admissibility سے متعلق بتائیں۔

جناب ونیش کمار: جناب چیئر مین! جیسے کہ گزشتہ دنوں بھارت میں اس کی پارلیمنٹ نے ایک کالا قانون پاس کیا اس کا لے قانون سے بھارت کی جو سیکولر ازم اور جمہوریت کا دعویٰ تھا اُس کا پردہ چاک ہو گیا ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ پارلیمنٹ پچاس لاکھ مسلمانوں کی شہریت جو کہ وہاں اُن کے باپ داداؤں کی قبریں وہاں ہیں ان کی شہریت کو ختم کرنا ہے۔ جناب عالی! میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ قانون مودی سرکار پاکستان کو بدنام کرنے کے لئے افغانستان کو بدنام کرنے کے لئے اور بنگلہ دیش کو بدنام کرنے کے لئے لائی ہے۔ مودی نے کہا کہ ان تین ممالک میں اقلیتیں محفوظ نہیں ہیں ہم انہیں شہریت دیں گے۔ میں کہتا ہوں آپ آئیں پاکستان کے حوالے سے میں کہتا ہوں کہ جتنی عزت یہ اقلیتوں کو یہاں دی جاتی ہے کسی بھی دنیا میں کسی بھی ملک میں نہیں دی جاتی ہے۔ جناب عالی! جس انداز سے مودی نے پیش کی ہے میں کہتا ہوں مودی! آپ پہلے اپنے ملک میں اقلیتوں کو تحفظ دیں پھر دوسرے اقلیتوں کا خیال کریں۔ میں داد دیتا ہوں اُن دانشوروں کو انڈیا کی اُن مفکرین کو جنہوں نے اس کا لے قانون کے خلاف احتجاج کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ انڈیا کا قانون نہیں یہ RSS کا قانون ہے یہ RSS کے نظریے والوں کا قانون ہے۔ جناب چیئر مین! میں اس ایوان سے ریکوئیسٹ کرتا ہوں کہ یہ جو کالا قانون منظور ہوا ہے آئیں مل کر اس کی مذمت کریں اور دنیا کو بتادیں کہ بلوچستان کی عوام، پاکستان میں اقلیتوں کے حوالے سے بتاؤں کہ پاکستان کے جھنڈے میں سفید رنگ اقلیتوں کی نمائندگی کرتا ہے اور اس سے بڑی آزادی ہمیں کیا چاہیے۔ بلوچستان میں رہنے والے ہندو برادری کے لوگ پُر امن طریقے سے یہاں کاروبار کرتے ہیں اور اپنے بلوچ اور پٹھان بھائیوں کے ساتھ اُن کی عیدوں میں شریک ہوتے ہیں۔ اور یہ ہماری عیدوں میں شریک ہوتے ہیں اور ہمیں ان سے کوئی خطرہ

نہیں ہے۔ اور دنیا کو یہ سمجھنا چاہیے کہ موڈی پاکستان کو بدنام کرنا چاہتا ہے۔ میں آپ کے توسط سے جو انسانی حقوق کے چیمپئن ملک بنتے ہیں میں اُن سے سوال کرتا ہوں کہ امریکہ نے ہمیں وائچ لسٹ میں ڈالا ہے۔ تو انڈیا کو کیوں وائچ لسٹ میں نہیں ڈالتے ہیں۔ انہوں نے وہاں ظلم کر رکھا ہے۔ جناب اسپیکر!

جناب چیئرمین: دیش صاحب مختصر کر دیں۔

جناب دیش کمار: میں آپ کے توسط سے کہتا ہوں گورنمنٹ آف پاکستان کو، کہ وہ اپنے سفارتخانوں کو ایکٹو کریں دنیا کو بتادیں دنیا کو اس کا لے قانون کے بارے میں بتادیں تاکہ یہ کالا قانون منسوخ ہو جائے اور وہاں کے اقلیتی لوگ امن و سکون سے زندگی گزار سکیں۔ شکر یہ۔

جناب چیئرمین: حمل صاحب! آپ کے مسئلے پر میں نے رولنگ دی۔ تو پھر آپ نے کہا کہ میں نے پرائیوٹ ممبر بل لانا ہے تو آپ سیکرٹری اسمبلی کے سامنے وہ کر لیں۔ صحیح ہے۔ نہیں آپ اپنی پرائیوٹ ممبر بل لے آئیں اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کر دیں۔ یہاں اسمبلی سیکرٹری میں تو اس میں حکومت آپ کے بل کے ساتھ تعاون کرے گی۔

وزیر خزانہ: جناب اسپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ جو حکومتی اقدامات میں نے بتائے ہیں اُن کو نام لے کر کے باقاعدہ وہاں پر جا کر کے تحقیق کریں۔ اگر یہ غلط ہیں تو وہ غلط ثابت کریں۔ دیکھیں bill لانے کا بھی طریقہ کار ہے یہ قواعد و ضوابط ہم سب اراکین نے بنائے ہیں ہم ان کے امین ہیں۔ جو بھی initiative لینا چاہتے ہیں بالکل لے لیں ہم حمل صاحب کے ساتھ ہیں، ہم گوادر کے لوگوں کے ساتھ ہیں۔ لیکن مہربانی کریں قواعد و ضوابط کو follow کریں صرف یہاں رٹ لگانے سے تو فائدہ نہیں ہوگا۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین: حمل کلمتی صاحب، میں دوبارہ رولنگ دے رہا ہوں۔

وزیر خزانہ: ایکسپریس وے پر کام جاری ہے جو اُس میں ترامیم لانی تھی اُس میں تین passages بن گئے تھے۔ وہ سب اسی میٹنگ میں approve ہو چکی ہیں۔ تین passages وہاں بننے جا رہے ہیں اور اُس کے علاوہ ایک بریک واٹر بننے جا رہا ہے جو Chinese گرانٹ ہے one-billion dollars کا اُس میں جو ویسٹ بے ہے اس پر ایک فٹ ہار بر بننے جا رہی ہے گوادر میں۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین: میں رولنگ دیتا ہوں آرڈر ان دی ہاؤس۔ منسٹر فنانس ہو گیا اور منسٹر ریونیو، جس طرح انہوں نے بتایا لاء منسٹر، آپ بیٹھ جائیں اسمبلی اجلاس کے بعد کل یا پرسوں آپ حمل کلمتی کے ساتھ بیٹھ کر کے انہیں مطمئن کر لیں یہ میری رولنگ ہے۔ اور آپ سے ریکوئسٹ ہے حمل کلمتی صاحب۔ میں نے رولنگ دے دی حمل کلمتی

صاحب، دیش آپ بیٹھ جائیں۔ میں نے رونگ دے دی آپ متوجہ نہیں تھے۔ کہ منسٹر فنانس وہ آپ سے ملیں گے آپ کو مطمئن بھی کریں گے آپ سے علیحدہ ملاقات بھی کر لیں گے۔

جناب چیئرمین: چیئرمین مجلس قائمہ بر محکمہ بلدیات، بلوچستان ڈیولپمنٹ اتھارٹی (بی ڈی اے) گوادر ڈیولپمنٹ اتھارٹی (جی ڈی اے) بی سی ڈی اے شہری منصوبہ بندی و ترقیاتی تحریک پیش کریں گے کہ بلوچستان ہاؤسنگ و شہری منصوبہ بندی مقتدرہ مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2019ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کریں۔ جی ملک بازاری صاحب۔

ملک محمد نعیم خان بازاری: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ ملک محمد نعیم خان بازاری، چیئرمین مجلس قائمہ بر محکمہ بلدیات، بلوچستان ڈیولپمنٹ اتھارٹی (بی ڈی اے) گوادر ڈیولپمنٹ اتھارٹی (جی ڈی اے) بی سی ڈی اے شہری منصوبہ بندی و ترقیاتی تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان ہاؤسنگ و شہری منصوبہ بندی مقتدرہ مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2019ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 23 دسمبر 2019ء تک توسیع کی منظوری دی جائے۔

جناب چیئرمین: تحریک پیش ہوئی آیا بلوچستان ہاؤسنگ و شہری منصوبہ بندی مقتدرہ مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2019ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 23 دسمبر 2019ء تک توسیع کی منظوری دی جائے؟ ہاں یا ناں؟

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں۔ اسکو نا منظور کرتے ہیں جناب چیئرمین! اس کو دوبارہ ہاؤس میں لایا جائے۔ جناب چیئرمین: ہاں یا ناں سیکرٹری صاحب۔ یہ ہاؤس کے حوالے ہو چکی ہے دوبارہ نہیں جاسکتی۔ اس پر اسٹینڈنگ کمیٹی کی دو تین مفصل میٹنگیں ہو چکی ہیں صرف رائے شماری کر لیں کہ کیا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں ہمیں اعتماد میں لیا جائے۔

جناب چیئرمین: آپ کے اپوزیشن کے ارکان میٹنگ میں تھے فضل آغا صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں ابھی ایسا ہے کہ اس کا اگر آپ۔۔۔

جناب چیئرمین: میں دوبارہ کہوں گا کہ یہ جو تحریک پیش ہوئی ہے اس میں آوازیں ہاں یا ناں میں جواب دیں۔ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان ہاؤسنگ و شہری منصوبہ بندی مقتدرہ مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2019ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 23 دسمبر 2019ء تک توسیع کی منظوری دی جاتی ہے۔ چیئرمین مجلس قائمہ بر محکمہ بلدیات، چستان ڈیولپمنٹ اتھارٹی (بی ڈی

(اے) گوادرڈ ویلپمنٹ اتھارٹی (جی ڈی اے) بی سی ڈی اے شہری منصوبہ بندی و ترقیات بلوچستان ہاؤسنگ و شہری منصوبہ بندی مقتدرہ مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2019ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

ملک محمد نعیم خان بازئی: ملک محمد نعیم خان بازئی، چیئر مین مجلس قائمہ بر محکمہ بلدیات، بلوچستان ڈیولپمنٹ اتھارٹی (بی ڈی اے) گوادرڈ ویلپمنٹ اتھارٹی (جی ڈی اے) بی سی ڈی اے شہری منصوبہ بندی و ترقیات کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان ہاؤسنگ و شہری منصوبہ بندی مقتدرہ مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2019ء) کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئر مین: رپورٹ پیش ہوئی۔
میر اختر حسین لاٹگو: جناب چیئر مین! کورم کی نشاندہی کرتے ہیں۔ جناب چیئر مین کورم کی نشاندہی ہو چکی ہے۔
جناب چیئر مین: جی سیکرٹری صاحب۔ کورم کی نشاندہی ہو چکی ہے کورم پورا کرنے کے لئے دس منٹ تک گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب چیئر مین: اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعرات مورخہ 26 دسمبر 2019ء بوقت 02:00 بجے دوپہر تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 05 بجکر 43 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆